

ائمہ اربعہ

ابو حنیفہ، مالک، شافعی اور احمد کا

عقیدہ

تالیف:

ڈاکٹر محمد بن عبدالرحمن النخیس

پروفیسر امام محمد بن سعود اسلامک یونیورسٹی ریاض

ترجمہ:

ابو ہشام اعظمی

نظر ثانی

مشتاق احمد کریمی

طباعت و اشاعت: وزارت اسلامی امور و اوقاف و دعوت و ارشاد مملکت سعودی عرب

مقدمہ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنُسْتَهِدِيهِ
وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا،
مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ
أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ
وَرَسُولُهُ۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ
إِلَّا وَ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ (آل عمران: ۱۰۲)

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ
وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا وَنِسَاءً
وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ
عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ (النساء: ۱)

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا
☆ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ
وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾ (الأحزاب: ۷۰ تا ۷۱)

اما بعد: میں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اصول دین کے
موضوع پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کرنے کے لئے ایک مفصل بحث تیار کی تھی،
اور مقدمہ میں ائمہ ثلاثہ مالک، شافعی اور احمد رحمہم اللہ کے عقیدے کی تلخیص بھی

شامل کر دی تھی، اس پر بعض فضلاء نے مجھ سے طلب کیا کہ ان تینوں ائمہ کا عقیدہ الگ سے ذکر کردوں، لیکن میں نے ائمہ اربعہ کے عقیدے کے ذکر کی تکمیل کے پیش نظریہ بات مناسب سمجھی کہ اپنی کتاب کے مقدمہ میں جو کچھ میں نے ذکر کیا تھا اس کے ساتھ اس بحث کی بھی تلخیص شامل کردوں جس میں میں نے توحید و تقدیر اور ایمان و صحابہ کے بارے میں امام ابوحنیفہ کے عقیدے اور علم کلام کے بارے میں ان کے موقف کو بسط سے بیان کیا ہے۔

اللہ سے سوال ہے کہ وہ اس عمل کو اپنی ذات کے لئے خالص بنائے اور ہم سب کو اپنی کتاب اور اپنے رسول ﷺ کی سنت پر چلنے کی توفیق دے، اور اللہ قصد کے پیچھے ہے، اور وہی ہمارے لئے کافی ہے اور بہترین کارساز ہے۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمین

محمد بن عبد الرحمن الخمیس

پہلا مبحث

اس بات کا بیان کہ ایمان کے علاوہ اصول دین کے باقی مسائل میں

ائمہ اربعہ کا عقیدہ ایک ہے

چاروں ائمہ - ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد رحمہم اللہ - کا عقیدہ وہی ہے جسے کتاب و سنت نے بیان کیا ہے اور جس پر صحابہ اور ان کے تابعین کرام تھے، الحمد للہ ان ائمہ اربعہ کے درمیان اصول دین میں کوئی نزاع نہیں ہے، بلکہ یہ لوگ رب تعالیٰ کی صفات پر ایمان لانے میں متفق ہیں، اور اس پر بھی کہ قرآن اللہ کا کلام ہے، مخلوق نہیں ہے، اور اس پر بھی کہ ایمان میں دل اور زبان کی تصدیق ضروری ہے، اور یہ لوگ اہل کلام جہمیہ وغیرہ پر نکیر کرتے تھے جو یونانی فلسفہ اور کلامی مذاہب سے متاثر تھے، شیخ الاسلام ابن تیمیہ کہتے ہیں:

"..... لیکن بندوں پر اللہ کی یہ رحمت ہے کہ جن ائمہ کیلئے امت کے اندر زبان صدق ہے۔ جیسے ائمہ اربعہ وغیرہ..... یہ ائمہ اہل کلام یعنی جہمیہ پر قرآن و ایمان اور صفات رب کے بارے میں ان کے اعتقادات پر تنقید کرتے تھے اور سلف کی اس بات پر متفق تھے کہ اللہ آخرت میں دیکھا جائے گا، اور قرآن اللہ کا کلام ہے، مخلوق نہیں ہے، اور ایمان میں دل اور زبان کی تصدیق ضروری ہے" ۱ اور یہ بھی کہتے ہیں: مشہور ائمہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کی صفات کو ثابت

۱۔ کتاب الایمان ص: ۳۵۰، ۳۵۱، دار الطباعۃ الحمدیہ، تعلیق: محمد الہراس۔

مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قرآن اللہ کا کلام ہے، مخلوق نہیں ہے، اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو آخرت میں دیکھا جائے گا، یہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مذہب ہے، اور یہی ان کے تابعین کرام رحمہم اللہ، یعنی اہل بیت وغیرہ کا مذہب ہے، اور یہی ائمہ متبوعین مثلاً مالک بن انس، ثوری، لیث بن سعد، اوزاعی، ابوحنیفہ، شافعی اور احمد رحمہم اللہ کا مذہب ہے ۱۔

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے امام شافعی رحمہ اللہ کے عقیدہ کے بارے سوال کیا گیا تو انہوں نے یہ جواب دیا:

"امام شافعی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ اور سلف امت جیسے مالک، ثوری، اوزاعی، ابن مبارک، احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ کا عقیدہ وہی ہے جو ان لوگوں کا عقیدہ ہے جنکی اقتدا کی جاتی ہے مثلاً فضیل بن عیاض، ابوسلیمان دارانی اور سہل بن عبد اللہ تستری وغیرہ، کیونکہ ان ائمہ میں اور ان جیسے اہل علم میں اصول دین کے اندر کوئی نزاع نہیں ہے، اور یہی معاملہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا بھی ہے، کیونکہ توحید اور تقدیر وغیرہ میں ان سے جو عقیدہ ثابت ہے وہ ان لوگوں کے عقیدے کے موافق ہے، اور ان لوگوں کا عقیدہ وہی ہے جس پر صحابہ اور ان کے تابعین باحسان تھے، اور وہ وہی عقیدہ ہے جس کو کتاب و سنت نے بیان کیا ہے" ۲۔

یہی بات علامہ صدیق حسن خان نے بھی اختیار کی ہے، وہ کہتے ہیں:

"ہمارا مذہب اور سلف کا مذہب یہ ہے کہ اثبات بلا تشبیہ اور تنزیہ بلا تعطیل۔
اور یہی ائمہ اسلام مثلاً مالک، شافعی، ثوری، ابن مبارک اور امام احمد وغیرہ
کا مذہب ہے، ان ائمہ کے درمیان اصول دین کے بارے میں کوئی نزاع
نہیں ہے، اور اسی طرح ابوحنیفہ - رضی اللہ عنہ - کیونکہ ان سے جو عقیدہ ثابت ہے
وہ ان لوگوں کے عقیدے کے موافق ہے، اور یہ وہی عقیدہ ہے جسے کتاب و سنت
نے بیان کیا ہے"۔

لیجئے! چاروں ائمہ متبوعین: ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد اصول دین کے
مسائل میں عقیدہ رکھتے ہیں، اور علم کلام کے بارے میں ان کا جو موقف ہے ان
کے تعلق سے ان کے اقوال کا ایک مجموعہ ملاحظہ فرمائیے۔!

دوسرا مبحث

امام ابوحنیفہ کا عقیدہ

الف: توحید کے بارے میں امام ابوحنیفہ کے اقوال:

اولاً: اللہ کی توحید، شرعی توسل کے بیان اور بدعی توسل کے ابطال کے بارے میں ان کا عقیدہ:

(۱) ابوحنیفہ نے کہا: "کسی کیلئے درست نہیں کہ وہ اللہ سے دعا کرے مگر اسی کے واسطے سے، اور جس دعا کی اجازت ہے اور جس کا حکم ہے وہ وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے اس قول سے مستفاد ہے: ﴿وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوا بِهَا وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِيْ أَسْمَائِهِ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (الأعراف: ۱۸۰)۔

"اور اللہ کے اچھے نام ہیں، پس اسے انہیں سے پکارو، اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں الحاد کرتے ہیں، انہیں جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں اس کا جلد ہی بدلہ دیا جائے گا"۔

(۲) ابوحنیفہ نے کہا: "مکروہ ہے کہ دعا کرنے والایوں کہے کہ میں بحق فلاں، یا بحق انبیاء و رسل تیرے، یا بحق بیت حرام و مشعر حرام تجھ سے سوال کرتا ہوں۔" ۲۔

(۳) اور ابوحنیفہ نے کہا: "کسی کیلئے درست نہیں کہ وہ اللہ سے دعا کرے مگر اسی کے واسطے سے، اور میں یہ بھی مکروہ سمجھتا ہوں کہ دعا کرنے والا یوں کہے کہ تیرے عرش کی عزت کی بندش گاہ کے واسطے سے ۱، یا بحق تیری مخلوق کے۔" ۲۔

ثانیاً: صفات کے اثبات اور جہمیہ کے رد میں ان کا قول:

(۴) اور انہوں نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو مخلوقین کی صفات سے متصف نہیں کیا جاسکتا، اسکا غضب اور اسکی رضا بلا کیف اسکی صفات میں دو صفتیں ہیں، اور یہی اہل السنۃ والجماعۃ کا قول ہے۔ وہ غضبناک ہوتا اور راضی ہوتا ہے، لیکن یہ نہیں کہا جائیگا کہ اس کا غضب اس کی عقوبت ہے، اور اسکی رضا اس کا ثواب ہے۔ اور ہم

= اتحاد السادة المتقين ۲/۲۸۵، شرح الفقہ الاکبر ملا علی قاری ص: ۱۹۸۔

۱۔ امام ابوحنیفہ اور محمد نے یہ بات مکروہ قرار دی ہے کہ آدمی اپنی دعا میں یہ کہے کہ "اے اللہ! میں تیرے عرش کی عزت کی بندش گاہ کے واسطے سے سوال کرتا ہوں" کیونکہ اس کی اجازت کے بارے میں کوئی نص نہیں ہے، البتہ ابو یوسف نے اس کو جائز کہا ہے، کیونکہ انہیں سنت سے اس کی نص مل گئی تھی، جس میں یہ ہے کہ نبی ﷺ کی دعا یہ تھی: "اے اللہ! میں تجھ سے تیرے عرش کی عزت کی بندش گاہوں اور تیری کتاب کی منتہائے رحمت کے واسطے سے سوال کرتا ہوں"۔ اس حدیث کو نبیہی نے کتاب الدعوات الکبیر میں روایت کیا ہے، جیسا کہ بنایہ ۳۸۲/۹ اور نصب الراية ۲/۲۷۲ میں ہے، مگر اس کی سند میں تین خامیاں ہیں: (۱) داؤد بن عاصم نے ابن مسعود سے نہیں سنا ہے۔ (۲) عبد الملک بن جریج مدلس ہے اور ارسال کرتا ہے۔ (۳) عمر بن ہارون جھوٹ کے ساتھ متہم ہے، اسی لئے ابن جوزی نے کہا ہے، جیسا کہ بنایہ ۳۸۲/۹ میں ہے کہ یہ حدیث بلاشبہ موضوع ہے اور اس کی سند رایگاں ہے۔ جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔ دیکھئے تہذیب التہذیب ۳/۱۸۹، ۶/۴۰۵، ۷/۱۰۵، تقریب التہذیب ۱/۵۲۰۔ ۲ التوسل والوسیلة ص ۱۸۲ اور دیکھئے شرح الفقہ الاکبر ص ۱۹۸۔

اس کو ویسے ہی متصف کریں گے جیسے اس نے اپنے آپ کو متصف کیا ہے۔ وہ ایک ہے، بے نیاز ہے، نہ اس نے جنا ہے اور نہ وہ جنا گیا ہے، اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے۔ وہ زندہ ہے، قادر ہے، سننے والا ہے، دیکھنے والا ہے، عالم ہے، اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے، اور اسکی مخلوق کے ہاتھ جیسا نہیں۔ اور اسکا چہرہ اس کی مخلوق کے چہرے جیسا نہیں ہے۔ ۱۔

(۵) اور کہا کہ: "اس کے لئے ہاتھ اور چہرہ اور نفس ہے، جیسا کہ اللہ نے اسے قرآن میں ذکر کیا ہے، اور جس چیز کو اللہ نے قرآن میں ذکر کیا ہے یعنی چہرہ اور ہاتھ اور نفس کا ذکر تو وہ بلا کیف اسکی صفات ہیں۔ اور یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس کا ہاتھ اسکی قدرت یا نعمت ہے، کیونکہ اس میں صفت کا ابطال ہے، اور یہ منکرین تقدیر اور معتزلہ کا قول ہے"۔ ۲۔

(۶) اور کہا کہ: "کسی کیلئے درست نہیں ہے کہ اللہ کی ذات کے بارے میں کچھ بھی بولے، بلکہ اس کو اسی وصف سے متصف کرے جس سے اس نے اپنے آپ کو متصف کیا ہے، اور اس کے بارے میں اپنی رائے سے کچھ نہ کہے، اللہ رب العالمین بابرکت اور بلندتر ہے"۔ ۳۔

۱۔ الفقہ الأبسط ص ۵۶۔

۲۔ الفقہ الأبسط ص ۳۰۲۔

۳۔ شرح العقیدہ الطحاویہ (۲/۴۲۷) تحقیق د۔ عبد اللہ ترکی، جلاء العینین ص ۳۶۸۔

(۷) اور جب نزول الہی کے بارے میں ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: "وہ بلا کیف نازل ہوتا ہے"۔ ۱

(۸) اور ابوحنیفہ نے کہا: "اللہ تعالیٰ اوپر کی جانب (توجہ کر کے) پکارا جائے گا، نیچے سے نہیں، کیونکہ ہونا ربوبیت اور الوہیت کے وصف سے کوئی تعلق نہیں رکھتا"۔ ۲

(۹) اور کہا کہ: "وہ غصہ ہوتا ہے اور راضی ہوتا ہے، مگر یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس کا غصہ اس کی عقوبت ہے، اور اسکی رضا اس کا ثواب ہے"۔ ۳

(۱۰) اور کہا کہ: "وہ اپنی مخلوق کی چیزوں میں سے کسی بھی چیز کے مشابہ نہیں، اور اپنی مخلوق کے بھی مشابہ نہیں۔ وہ اپنے ناموں اور صفات کے ساتھ ہمیشہ سے تھا اور ہمیشہ رہے گا"۔ ۴

(۱۱) اور کہا کہ: "اسکی صفات مخلوق کی صفات کے برخلاف ہیں۔ جانتا ہے مگر ہمارے جاننے کی طرح نہیں۔ وہ قدرت رکھتا ہے مگر ہمارے قدرت رکھنے کی طرح نہیں۔ وہ دیکھتا ہے مگر ہمارے دیکھنے کی طرح نہیں۔ سنتا ہے مگر ہمارے سننے

۱۔ عقیدۃ السلف أصحاب الحدیث ص ۴۲، طبع دار السلفیہ، الأسماء والصفات بیہقی ص ۴۵۶، کوثری نے اس پر سکوت اختیار کیا ہے اور شرح العقیدۃ الطحاویہ ص ۲۴۵، تخریج البانی، شرح الفقہ الکبر للقراری ص ۶۰۔

۲۔ الفقہ الأبسط ص ۵۱۔ ۳۔ الفقہ الأبسط ص ۵۶، کتاب کے محقق کوثری نے اس پر سکوت اختیار کیا ہے۔ ۴۔ الفقہ الکبر ص ۳۰۱۔

کی طرح نہیں۔ وہ بولتا ہے مگر ہمارے بولنے کی طرح نہیں۔"۔ ۱۔

(۱۲) اور کہا کہ: "اللہ تعالیٰ کو مخلوقین کی صفات کے ساتھ متصف نہیں کیا

جائے گا۔"۔ ۲۔

(۱۳) اور کہا کہ: "جس نے اللہ کو بشر کے معنوں میں کسی معنی کے ساتھ

متصف کیا اس نے کفر کیا۔"۔ ۳۔

(۱۴) اور کہا کہ: "اللہ کی ذاتی اور فعلی صفت ہیں۔ ذاتی صفات حیات،

قدرت، علم، کلام، سمع، بصر اور ارادہ ہیں۔ اور فعلی صفات یہ ہیں: پیدا کرنا، روزی دینا، موجود کرنا، بغیر سابقہ مادہ اور نمونہ کے کسی چیز کو وجود میں لانا، بنانا اور دیگر صفات فعل۔ اور وہ اپنے اسماء و صفات کے ساتھ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے

گا۔"۔ ۴۔

(۱۵) اور کہا کہ: "وہ اپنے فعل کے ہمیشہ سے کرنے والا رہا ہے، اور فعل

ازلی صفت ہے، اور فاعل اللہ تعالیٰ ہے۔ اور فعل ازلی صفت ہے، اور مفعول مخلوق ہے، اور اللہ تعالیٰ کا فعل مخلوق نہیں ہے۔"۔ ۵۔

۱۔ الفقہ الکبریٰ ص ۳۰۲۔

۲۔ الفقہ الأبطص ص ۵۶۔

۳۔ العقیدۃ الطحاویۃ بتعلیق اللبانی ص ۲۵۔

۴۔ الفقہ الکبریٰ ص ۳۰۱۔

۵۔ الفقہ الکبریٰ ص ۳۰۱۔

(۱۶) اور کہا کہ: "جو شخص یہ کہے کہ میں اپنے رب کے بارے میں نہیں جانتا کہ وہ آسمان میں ہے یا زمین میں، اس نے کفر کیا۔ اور ایسے ہی وہ شخص بھی جو یہ کہے کہ وہ عرش پر ہے لیکن میں یہ نہیں جانتا کہ عرض آسمان میں ہے یا زمین میں"۔ (۱۷) اور ایک عورت نے ان سے پوچھا کہ جس رب کی آپ عبادت کرتے ہیں وہ کہاں ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ "اللہ سبحانہ و تعالیٰ زمین میں نہیں آسمان میں ہے۔ اس پر ان سے ایک آدمی نے کہا کہ تو اللہ کا یہ قول ہے کہ ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ﴾ (الحجید: ۴) (وہ تمہارے ساتھ ہے) تو انہوں نے کہا کہ وہ ایسے ہی ہے جیسے تم کسی آدمی کو لکھتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں، حالانکہ تم اس سے غائب ہوتے ہو"۔ (۱۸) اور کہا کہ: "اسی طرح اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ ان کے ہاتھ کے اوپر ہے، لیکن اس کی مخلوق کے ہاتھوں کی طرح نہیں ہے"۔ (۱۹)

(۱۹) اور کہا کہ: "بیشک اللہ سبحانہ و تعالیٰ زمین میں نہیں، آسمان میں ہے۔ اس پر ان سے ایک آدمی نے کہا کہ تو اللہ کا جو قول ہے کہ ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ﴾ (وہ تمہارے ساتھ ہے) تو انہوں نے کہا کہ وہ ایسے ہی ہے جیسے تم کسی آدمی کو لکھتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں، حالانکہ تم اس سے غائب ہوتے ہو"۔ (۲۰)

۱۔ الفقہ الأبسط ص ۴۶۔ اور اسی کے مثل شیخ الإسلام ابن تیمیہ نے مجموع الفتاویٰ ۵/ ۳۸ میں، ابن القیم نے اجتماع الجیوش الإسلامية ص ۱۳۹ میں، ذہبی نے العلوص ۱۰۱، ۱۰۲ میں، ابن قدامہ نے العلوص ۱۱۶ میں، اور ابن ابی العز نے الطحاویة ص ۳۰۱ میں نقل کیا ہے۔

۲۔ الأسماء والصفات ص ۴۲۹۔ ۳۔ الفقہ الأبسط ص ۵۶۔ ۴۔ الأسماء والصفات ۲/ ۱۷۰

(۲۰) اور کہا کہ: "اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام نہیں کیا تھا تب بھی وہ متکلم تھا"۔^۱

(۲۱) اور کہا کہ: "وہ اپنے کلام کے ساتھ متکلم تھا اور کلام اسکی ازلی صفت ہے"۔^۲

(۲۲) اور کہا کہ: "وہ کلام کرتا ہے، مگر ہمارے کلام کی طرح نہیں"۔^۳

(۲۳) اور کہا کہ: "موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا کلام سنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا﴾ (النساء: ۱۶۴) (اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے کلام کیا) اور اس نے جب موسیٰ علیہ السلام سے کلام نہیں کیا تھا تب متکلم تھا"۔^۴

(۲۴) اور کہا کہ: "قرآن اللہ کا کلام ہے، مصاحف میں لکھا ہوا ہے دلوں میں محفوظ ہے، زبانوں سے پڑھا جاتا ہے، اور نبی ﷺ پر نازل کیا گیا ہے"۔^۵

(۲۵) اور کہا کہ: "قرآن غیر مخلوق ہے"۔^۶

۱۔ الفقہ الاکبر ص ۳۰۲۔

۲۔ الفقہ الاکبر ص ۳۰۱۔

۳۔ الفقہ الاکبر ص ۳۰۲۔

۴۔ الفقہ الاکبر ص ۳۰۲۔

۵۔ الفقہ الاکبر ص ۳۰۱۔

۶۔ الفقہ الاکبر ص ۳۰۱۔

ب: تقدیر کے بارے میں امام ابوحنیفہ کے اقوال:

(۱) ایک آدمی امام ابوحنیفہ کے پاس آ کر تقدیر کے بارے میں ان سے مجادلہ کرنے لگا، انہوں نے کہا: تم کو معلوم نہیں کہ تقدیر میں غور و خوض کرنے والا ایسے ہی ہے جیسے کوئی سورج کی آنکھوں میں نظر کر رہا ہو، وہ جس قدر زیادہ نظر کرے گا اس کی حیرت زیادہ ہوگی۔^۱

(۲) امام ابوحنیفہ کہتے ہیں: "اللہ تعالیٰ ازل میں اشیاء کو ان کے ہونے سے پہلے جانتا تھا۔" ۲

(۳) اور کہا کہ: "اللہ تعالیٰ معدوم کو اسکے عدم کی حالت میں بحیثیت معدوم جانتا ہے، اور یہ بھی جانتا ہے کہ جب وہ اسکو موجود کرے گا تو کیسے ہوگا، اور اللہ تعالیٰ موجود کو اس کے وجود کی حالت میں موجود جانتا ہے، اور یہ بھی جانتا ہے کہ اس کا فنا کیسے ہوگا۔" ۳

(۴) اور امام ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ "اس کی (مقررہ) تقدیر لوح محفوظ میں ہے۔" ۴

۱۔ قلاً مدعقود العقبان (ورقہ - ۷۷ - ب)۔

۲۔ الفقہ الاکبر ص ۳۰۲، ۳۰۳۔

۳۔ الفقہ الاکبر ص ۳۰۲، ۳۰۳۔

۴۔ الفقہ الاکبر ص ۳۰۲۔

(۵) اور کہا کہ: "ہم اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قلم کو حکم دیا کہ وہ لکھے، قلم نے کہا: اے رب! میں کیا لکھوں؟ اللہ تعالیٰ نے کہا: قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے وہ سب لکھ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ فِي الذُّبْرِ﴾ ☆ وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُسْتَطَرٌّ ﴿(القمر: ۵۲، ۵۳)﴾ اور ہر چیز جو انہوں نے کی ہے صحیفوں کے اندر ہے۔ اور ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے)۔" ۱۔

(۶) اور امام ابوحنیفہ نے کہا: "دنیا اور آخرت میں کوئی بھی چیز اللہ کی مشیت کے بغیر نہ ہوگی"۔ ۲۔

(۷) اور امام ابوحنیفہ نے کہا کہ: "اللہ نے چیزیں بغیر کسی چیز کے پیدا کیں"۔ ۳۔

(۸) اور کہا کہ "اللہ تعالیٰ پیدا کرنے سے پہلے بھی خالق تھا"۔ ۴۔

(۹) اور کہا کہ "ہم اقرار کرتے ہیں کہ بندہ اپنے اعمال، اقرار اور معرفت کے ساتھ مخلوق ہے، چنانچہ جب فاعل مخلوق ہے تو اس کے افعال بدرجہ اولیٰ مخلوق ہیں"۔ ۵۔

۱۔ الوصیۃ مع شرحا ص ۲۱۔

۲۔ الفقہ الاکبر ص ۳۰۲۔

۳۔ الفقہ الاکبر ص ۳۰۲۔

۴۔ الوصیۃ مع شرحا ص ۱۴۔

۵۔ الفقہ الاکبر ص ۳۰۴۔

(۱۰) اور کہا کہ "حرکت و سکون وغیرہ بندوں کے تمام افعال ان کا کسب ہیں، اور اللہ تعالیٰ ان کا خالق ہے، اور یہ کل کے کل اس کی مشیت، اس کے علم، اس کے فیصلے اور اس کی تقدیر سے ہیں۔" ۱

(۱۱) اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا: "حرکت و سکون وغیرہ بندوں کے تمام افعال حقیقۃً ان کا کسب ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا کیا ہے، اور یہ کل کے کل اللہ تعالیٰ مشیت، اس کے علم، اس کے فیصلے اور اس کی تقدیر سے ہیں۔ اور طاعتیں کل کی کل اللہ کے حکم، اس کی پسند، اس کی رضا، اس کے علم، اس کی مشیت، اس کے فیصلے اور اس کی تقدیر سے واجب تھیں۔ اور معاصی کل کی کل اللہ کے علم، اس کے فیصلے، اس کی تقدیر اور اس کی مشیت سے ہیں، لیکن اس کی پسند، اس کی رضا اور اس کے حکم سے نہیں ہیں۔" ۲

(۱۲) اور کہا کہ: "اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو کفر اور ایمان سے سالم پیدا کیا (۳) پھر انہیں مخاطب کیا اور حکم دیا اور منع کیا۔ پھر جس نے کفر کیا اس نے اپنے فعل اور انکار اور حق کو نہ ماننے کے سبب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے توفیق کے نتیجے میں کفر کیا۔ اور جو ایمان لے آیا وہ اپنے فعل اور اقرار اور تصدیق کے سبب اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی نصرت سے ایمان لے آیا۔" ۴

۱۔ الفقہ الاکبر ص ۳۰۳ - ۲۔ الفقہ الاکبر ص ۳۰۳ -

۳۔ صحیح یہ ہے کہ اللہ نے مخلوق کو فطرت اسلام پر پیدا کیا، جیسا کہ خواہ ابو حنیفہ اپنے آئندہ

قول میں بیان کر رہے ہیں۔ ۴۔ الفقہ الاکبر ص ۳۰۲، ۳۰۳ -

(۱۳) اور کہا کہ: "اس نے آدم کی ذریت کو ان کی پشت سے چیونٹیوں کی صورت میں نکالا اور انہیں عقلمند بنایا، پھر ان کو مخاطب کیا، اور انہیں ایمان کا حکم دیا، اور کفر سے منع کیا، اس پر انہوں نے اللہ کی ربوبیت کا اقرار کیا، چنانچہ یہ ان کی طرف سے ایمان تھا، اور وہ اسی فطرت پر پیدا کئے جاتے ہیں، اب جو کفر کرتا ہے تو اسکے بعد کفر کرتا ہے اور تغیر و تبدیلی کرتا ہے اور جو ایمان لاتا اور تصدیق کرتا ہے تو وہ اس پر ثابت اور برقرار رہتا ہے"۔ ۱

(۱۴) اور کہا کہ: "وہی ہے جس نے چیزیں مقدر کیں اور ان کا فیصلہ کیا، اور دنیا اور آخرت میں کوئی بھی چیز اسکی مشیت، اسکے علم، اس کے فیصلے اور اسکی تقدیر کے بغیر نہیں ہوتی، اور اسے اس نے لوح محفوظ میں لکھ رکھا ہے"۔ ۲

(۱۵) اور کہا کہ "اس نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو کفر یا ایمان پر مجبور نہیں کیا ہے، بلکہ انہیں اشخاص پیدا کیا ہے، اور ایمان اور کفر بندوں کا فعل ہے، اور جو کفر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکو حالت کفر میں کافر جانتا ہے، پھر اس کے بعد جب وہ ایمان لاتا ہے تو جب اسکو مومن جانتا ہے تو اس سے محبت کرتا ہے، مگر اس کے بغیر کہ اس کے علم میں کوئی تبدیلی ہو"۔ ۳

۱۔ الفقہ الکبر ص ۳۰۲ -

۲۔ الفقہ الکبر ص ۳۰۲ -

۳۔ الفقہ الکبر ص ۳۰۳ -

ج: ایمان کے بارے میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اقوال:

(۱) اور کہا کہ: "ایمان اقرار اور تصدیق ہے" - ۱

(۲) اور کہا کہ: "ایمان، زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق ہے، تنہا اقرار ایمان نہیں" (۲) اسے طحاوی نے ابوحنیفہ اور صاحبین رحمہم اللہ اجمعین سے نقل کیا ہے" - ۳

(۳) اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ: "ایمان نہ زیادہ ہوتا ہے نہ کم ہوتا

ہے" - ۴

میں کہتا ہوں کہ انہوں نے ایمان کے زیادہ اور کم نہ ہونے کی جو بات کہی ہے اور ایمان کے مسمیٰ کے بارے میں جو بات کہی ہے کہ وہ دل کی تصدیق اور زبان کا اقرار ہے، اور عمل حقیقت ایمان سے خارج ہے۔

تو ان کی یہی بات ایمان کے بارے میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے عقیدے اور بقیہ تمام ائمہ اسلام مثلاً مالک، شافعی، احمد، اسحاق، بخاری وغیرہ رحمہم اللہ اجمعین کے عقیدے کے درمیان وجہ فرق ہے، اور حق انہی ائمہ کے ساتھ، اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول حق سے الگ تھلگ ہے، لیکن دونوں حالتوں میں انہیں اجر ہے۔ اور ابن عبد البر اور ابن ابی العز نے کچھ ایسی بات ذکر کی ہے جس سے پتہ

۲ کتاب الوصیۃ مع شرحہ ص ۲

۱ الفقہ الکبریٰ ص ۳۰۴

۴ کتاب الوصیۃ مع شرحہ ص ۳

۳ الطحاویۃ مع شرحہ ص ۳۶۰

چلتا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اپنے قول سے رجوع کر لیا تھا۔ واللہ اعلم۔ ۱۔

د- صحابہ کے بارے میں امام ابوحنیفہ کا قول:

(۱) امام ابوحنیفہ نے کہا: "ہم صحابہ رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی کو بھی ذکر نہیں کرتے مگر خیر ہی کے ساتھ"۔ ۲۔

(۲) اور کہا: "ہم صحابہ رسول ﷺ میں سے کسی سے بھی براءت اختیار نہیں کرتے، اور کسی کو چھوڑ کر کسی سے موالات نہیں کرتے"۔ ۳۔

(۳) اور کہا کہ: "رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان میں سے کسی ایک کا ایک ساعت کے لئے قیام، ہم میں سے ایک کی تمام عمر کے عمل سے بہتر ہے، چاہے وہ عمر لمبی ہی کیوں نہ ہو"۔ ۴۔

(۴) اور کہا کہ: ہم اقرار کرتے ہیں کہ ہمارے نبی محمد ﷺ کے بعد اس امت میں سب سے افضل ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، پھر عمر رضی اللہ عنہ، پھر عثمان رضی اللہ عنہ ہیں پھر علی رضی اللہ عنہ ہیں، ان سب پر اللہ کی رضا ہو"۔ ۵۔

(۵) اور کہا کہ: "رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سب سے افضل ابو بکر و عمر اور عثمان و علی رضی اللہ عنہم ہیں، اس کے بعد ہم رسول اللہ ﷺ کے تمام اصحاب سے رک جاتے ہیں، اور صرف اچھائی کے ساتھ ان کا ذکر کرتے ہیں"۔ ۶۔

.....

۱۔ التمهيد لابن عبد البر ۹/۴۲، شرح العقيدة الطحاوية ص ۳۹۵۔ ۲۔ الفقه الأكبر

۴۰۴۔ ۳۔ الفقه الأوسط ص ۴۰۔ ۴۔ مناقب ابی حنیفہ از ص ۲۶۔ ۵۔ الوصیۃ مع شرحها ص

۱۴۔ ۶۔ النور اللامع (ورقہ۔ ۱۱۹۔ ب) میں ان سے مذکور ہے۔

ھ۔ دین میں کلام و خصوصیات سے ان کی ممانعت :

(۱) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا: "بصرہ میں اہواء والے بہت ہیں، میں وہاں بیس سے زیادہ مرتبہ گیا، اور بسا اوقات یہ سمجھ کر ایک سال یا اس سے کچھ کم و بیش ٹھہرا رہا کہ علم کلام بڑا جلیل علم ہے"۔ ۱۔

(۲) اور کہا کہ: "میں علم کلام میں نظر رکھتا تھا، یہاں تک کہ اس درجے کو پہنچ گیا کہ اس فن میں میری انگلیوں سے اشارے کئے جانے لگے، اور ہم حماد بن ابی سلیمان کے حلقے کے قریب بیٹھا کرتے تھے، ایک دن میرے پاس ایک عورت نے آکر کہا کہ ایک آدمی ہے، اسکی ایک بیوی ہے جو لونڈی ہے، وہ اسے سنت کے مطابق طلاق دینا چاہتا ہے، کتنی طلاق دے؟ مجھے سمجھ میں نہ آیا کہ میں کیا کہوں، میں نے اسے حکم دیا کہ وہ حماد سے پوچھے، پھر پلٹ کر آئے اور مجھے بتائے، اس نے حماد سے پوچھا، حماد نے کہا: اسے حیض اور جماع سے پاکی کی حالت میں ایک طلاق دے، پھر اسے چھوڑ رکھے یہاں تک کہ اسے دو حیض آجائیں، پھر جب وہ غسل کر لے تو نکاح کرنے والوں کے لئے حلال ہوگئی۔ اس نے واپس آکر مجھے خبر دی، میں نے کہا: مجھے علم کلام کی کوئی ضرورت نہیں، میں نے اپنا جو تالیا، اور حماد کے پاس آبیٹھا"۔ ۲۔

۱۔ مناقب ابی حنیفہ للکردی ص ۱۳۷۔

۲۔ تاریخ بغداد ۱۳/۳۳۳۔

(۳) اور وہ کہتے ہیں کہ: "اللہ عمرو بن عبید پر لعنت کرے، کیونکہ علم کلام میں جو چیز مفید نہیں اس کی بابت گفتگو کا دروازہ اسی شخص نے کھولا ہے" ۱۔
اور ان سے ایک آدمی نے پوچھا اور کہا کہ اعراض واجساد کے متعلق گفتگو کے بارے میں لوگوں نے جو کچھ ایجاد کر لیا ہے اس کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: "وہ تو فلاسفہ کے مقالات ہیں، تم اثر اور طریق سلف کو لازم پکڑو، اور اپنے آپ کو ہر ایجاد کردہ چیز سے بچاؤ، کیونکہ وہ بدعت ہے" - ۲۔

(۴) حماد بن ابی حنیفہ کہتے ہیں کہ ایک دن میرے پاس میرے والد رحمہ اللہ داخل ہوئے، اور میرے پاس اہل کلام کی ایک جماعت تھی، اور ہم ایک باب میں بحث کر رہے تھے، اور ہماری آوازیں اونچی ہو گئی تھیں، جب میں نے گھر میں ان کی آہٹ سنی تو ان کی جانب نکلا، انہوں نے کہا: اے حماد! تمہارے پاس کون ہیں؟ میں نے کہا: فلان، فلان اور فلان۔ میرے پاس جو لوگ تھے میں نے ان کا نام لیا۔ انہوں نے کہا اے حماد! علم کلام چھوڑ دو (حماد کہتے ہیں) میں نے اپنے باپ کو کبھی خلط ملط کرنے والا نہیں پایا تھا، اور نہ ان میں سے پایا تھا جو کسی بات کا حکم دیتے ہوں، پھر اس سے منع کرتے ہوں، اس لئے میں نے ان سے کہا: ابا جان! کیا آپ مجھے اس کا حکم نہیں دیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: بیٹے! کیوں

۱۔ ذم الکلام للہروی ۲۸ تا ۳۱ -

۲۔ ذم الکلام للہروی (۱۹۴/ب) -

نہیں۔ لیکن آج تم کو اس سے منع کرتا ہوں۔ میں نے کہا: کیوں؟ انہوں نے کہا: اے بیٹے! یہ لوگ جو علم کلام کے ابواب میں اختلاف کئے بیٹھے ہیں، جنہیں تم دیکھ رہے ہو، یہ ایک ہی قول اور ایک ہی دین پر تھے، یہاں تک کہ شیطان نے ان کے درمیان کچوکا مارا، اور ان میں عداوت و اختلاف ڈال دیا، اور وہ ایک دوسرے سے الگ ہو گئے....."۔ ۱۔

(۵) ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے ابو یوسف رحمہ اللہ سے کہا: "تم اصول دین یعنی کلام کے بارے میں عام لوگوں سے گفتگو کرنے سے بچ کر رہنا، کیونکہ یہ لوگ تمہاری تقلید کریں گے، اور اسی میں پھنس جائیں گے"۔ ۲۔

اصول دین کے مسائل میں ان - رحمہ اللہ - کا جو عقیدہ تھا اور علم کلام اور متکلمین کے بارے میں ان کا جو موقف تھا، ان کے بارے میں موصوف کے اقوال کا یہ ایک مجموعہ ہے۔

۱۔ مناقب ابی حنیفہ للمکی ص ۱۸۳، ۱۸۴۔

۲۔ مناقب ابی حنیفہ للمکی ص ۳۷۳۔

تیسرا بحث

امام مالک بن انس کا عقیدہ

الف: توحید کے بارے میں ان کے اقوال:

(۱) ہر وی رحمہ اللہ نے شافعی رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ سے کلام و توحید کے بارے میں پوچھا گیا تو امام مالک رحمہ اللہ نے کہا: "محال ہے کہ نبی ﷺ کے بارے میں یہ گمان کیا جائے کہ آپ نے اپنی امت کو استیفاء تو سیکھا دیا، توحید نہیں سکھائی، توحید وہی ہے جسے نبی ﷺ نے فرمایا: "أَمَرْتُ أَنْ أَقَاتِلُ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" (۱) مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں۔ لہذا جس سے مال اور خون کی حفاظت ہوتی ہو وہی توحید کی حقیقت ہے"۔ ۲

۱۔ بخاری کتاب الزکاة، باب وجوب الزکاة (۲۶۲/۳) حدیث نمبر (۱۳۹۹) مسلم: کتاب الایمان، باب الامر بقتال الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (۵۱/۱) حدیث نمبر ۳۲۴، نسائی کتاب الزکاة، باب مانع الزکاة (۱۴/۵) حدیث نمبر ۲۴۴۳ سب نے عبید اللہ بن عبید اللہ بن عتبہ بن مسعود عن ابی ہریرہ کے طریق سے روایت کیا ہے۔ اور ابوداؤد نے کتاب الجہاد، باب علی ما یقاتل المشرکون (۱۰۱/۳) حدیث نمبر (۲۶۴۰) میں ابوصالح عن ابی ہریرہ کے طریق سے روایت کیا ہے۔

۲ ذم الکلام (ورقہ - ۲۱۰) -

(۲) دارقطنی نے ولید بن مسلم سے روایت کی ہے، کہا کہ میں نے مالک، ثوری، اوزاعی اور لیث بن سعد رحمہم اللہ سے صفات سے متعلق احادیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا جیسے آئی ہیں ویسے ہی گزار دو۔ ۱

(۳) ابن عبد البر رحمہ اللہ کہتے ہیں: "مالک رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کیا اللہ کو قیامت کے دن دیکھا جائے گا؟ انہوں نے کہا: ہاں، اللہ عز وجل فرماتا ہے: ﴿وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاصِرَةٌ ۖ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾ (القیامۃ: ۲۲) "بہت سے چہرے اس دن تروتازہ ہوں گے۔ اپنے پروردگار کو دیکھ رہے ہوں گے۔"

اور ایک دوسری قوم کے بارے میں فرمایا: ﴿كَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَمَحْجُوبُونَ﴾ (المطففين: ۱۵) "ہرگز نہیں۔" بے شک وہ لوگ اس دن اپنے پروردگار سے پردے میں ڈال دئے گئے ہوں گے۔" ۲

اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے ترتیب المدا رک (۳) میں ابن نافع (۴) اور

۱۔ اس اثر کو دارقطنی نے صفات ص ۷۵ میں، آجری نے الشریعۃ ص ۳۱۴ میں، بیہقی نے الاعتقاد ص ۱۱۸ میں، ابن عبد البر نے التہذیب (۷/۱۴۹) میں روایت کیا ہے۔ ۲۔ الانقاء ص ۳۶۔ ۳۔ (۲۲/۲)۔ امام مالک سے ابن نافع نام کے دو آدمی روایت کرتے ہیں، پہلا عبد اللہ بن نافع بن ثابت زبیری ابو بکر مدنی ہے، اس کے بارے میں ابن حجر کہتے ہیں کہ "وہ صدوق ہے" ۲۱۶۔ ۴۔ وہ وفات پائی۔ دوسرا عبد اللہ بن نافع بن ابی نافع مخزومی، مولائے بنی مخزوم، ابو محمد مدنی، اس کے بارے میں ابن حجر کہتے ہیں کہ "وہ ثقہ صحیح الکتاب ہے، اس کے حفظ میں نرمی (کمزوری) ہے، ۲۰۶۔ ۵۔ اور کہا جاتا ہے کہ اس کے بعد وفات پائی۔ تقریب التہذیب (۱/۴۵۵، ۴۵۶)، تہذیب التہذیب (۶/۵۰، ۵۱)۔

اشہب (۱) رحمہما اللہ سے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے کہا۔ اور یہ ایک دوسرے پر اضافہ کرتے ہیں۔ کہ اے ابو عبد اللہ! ﴿وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۖ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾ "بہت سے چہرے تروتازہ ہوں گے اور اپنے رب کو دیکھ رہے ہوں گے۔"

تو کیا وہ اللہ کو دیکھیں گے؟ انہوں نے کہا ہاں، انہی دونوں آنکھوں سے۔ میں نے کہا: ایک قوم کہتی ہے کہ اللہ کو نہیں دیکھا جائے گا۔ اور ناظرہ کا معنی یہ ہے کہ وہ ثواب کے منتظر ہوں گے۔ انہوں نے کہا: وہ لوگ جھوٹ کہتے ہیں، بلکہ اللہ کو دیکھا جائے گا، کیا تم نے موسیٰ علیہ السلام کا یہ قول نہیں سنا کہ ﴿رَبِّ ارِنِي ۖ أَنْظُرْ إِلَيْكَ﴾ (۲) "اے میرے رب! مجھے دکھلا کہ میں تجھے دیکھوں۔"

کیا تم سمجھتے ہو کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے محال چیز کا سوال کیا تھا۔ پھر اللہ نے فرمایا تھا: ﴿لَنْ تَرَانِي﴾ (۳) "تم مجھے ہرگز نہ دیکھ سکو گے۔" یعنی دنیا میں، کیونکہ یہ دار فناء ہے، اور باقی رہنے والی چیز فنا ہونے والی چیز سے نہیں دیکھی جاسکتی ہے۔ البتہ جب لوگ دار البقاء میں چلے جائیں گے تو باقی رہنے والی

۱۔ یہ اشہب بن عبد العزیز بن داؤد قیس ابو عمر مصری ہے، اس کے بارے میں ابن حجر کہتے ہیں کہ "ثقہ اور فقیہ" ہے۔ ۲۰۴ھ میں وفات پائی۔ تقریب التہذیب (۸۰/۱) اور اس کا ترجمہ تہذیب التہذیب (۳۵۹/۱) میں ملاحظہ ہو۔

چیز سے باقی رہنے والی چیز کو دیکھیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿كَلَّا
إِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَمَّحْجُوبُونَ﴾ "ہرگز نہیں۔" بے شک وہ لوگ
اس دن اپنے پروردگار سے پردے ڈال دئے گئے ہوں گے۔"

(۴) اور ابو نعیم نے جعفر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہا کہ ہم لوگ مالک
بن انس رحمہ اللہ کے پاس تھے کہ ایک آدمی نے آکر کہا: اے ابو عبد اللہ ﴿الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى﴾ "رحمن عرش پر مستوی ہوا" کیسے مستوی
ہوا؟ تو مالک رحمہ اللہ کو کسی بات پر اتنا غصہ نہیں آیا تھا جتنا کہ اس سوال سے آیا۔
انہوں نے زمین کی طرف دیکھا اور ان کے ہاتھ میں لکڑی تھی جس سے کریدنے
لگے، یہاں تک کہ ان پر پسینہ چھا گیا، پھر سر اٹھایا، لکڑی پھینک دی، اور فرمایا: اسکی
کیفیت سمجھ سے بالا ہے، اور اس کا استواء مجہول نہیں ہے، اور اس پر ایمان واجب
ہے، اور اس کے متعلق سوال کرنا بدعت ہے، اور میں تمہیں صاحب بدعت سمجھتا
ہوں، اور اس کے متعلق حکم دیا اور وہ نکال دیا گیا۔ ۱

(۵) اور ابو نعیم نے یحییٰ بن ربیع سے روایت کی ہے کہ میں نے مالک بن

۱ حلیہ (۶/۳۲۵، ۳۲۶) اسے صابونی نے عقیدۃ السلف اصحاب الحدیث ص ۱۷، ۱۸ میں
جعفر بن عبد اللہ عن مالک کے طریق سے روایت کیا ہے۔ اور ابن عبد البر نے التمهید (۷/۱۵۱) میں
عبد اللہ بن نافع عن مالک کے طریق سے اور بیہقی نے الاسماء والصفات ص ۴۰۸ میں عبد اللہ بن
وہب عن مالک کے طریق سے روایت کیا ہے۔ ابن حجر نے فتح الباری (۱۳/۴۰۶، ۴۰۷) میں کہا
ہے کہ اس کی سند جدید ہے اور ذہبی نے العلوص ۱۰۲ میں اسے صحیح کہا ہے۔

انس رحمہ اللہ کے پاس تھا، اور ان پر ایک آدمی داخل ہوا، اور بولا: اے ابو عبد اللہ! آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو کہتا ہے کہ قرآن مخلوق ہے؟ مالک رحمہ اللہ نے کہا: زندیق (۱) ہے، اسے قتل کر دو۔ اس نے کہا: اے ابو عبد اللہ! میں تو محض ایک کلام نقل کر رہا ہوں جسے میں نے سنا ہے۔ مالک رحمہ اللہ نے کہا میں نے تو اسے کسی سے نہیں سنا، میں نے تو اسے تم ہی سے سنا ہے، اور اس قول کو سنگین قرار دیا۔ ۲

(۶) اور ابن عبد البر نے عبد اللہ بن نافع سے روایت کی ہے کہا کہ "مالک بن انس رحمہ اللہ کہتے تھے کہ جو شخص کہے کہ قرآن مخلوق ہے، اسے تکلیف دہ ماری جائے، اور قید کر دیا جائے، یہاں تک کہ وہ توبہ کرے"۔ ۳

۱۔ زندیق: فارسی سے معرب ہے، اسے مسلمانوں نے پہلے پہل ان لوگوں پر دلالت کے لئے استعمال کیا جو مانویہ وغیرہ کے مذہب کے مطابق نور و ظلمت دو اصولوں کے قائل تھے، پھر ان کے نزدیک اس کا معنی وسیع ہو گیا، چنانچہ دہریوں، ملحدوں اور تمام گمراہ عقیدے والوں کو شامل ہو گیا، بلکہ متشککین پر اور احکام دین سے فکراً اور عملاً جو آزاد ہوں ان سب پر بولا جانے لگا۔ دیکھئے: الموسوعة المیسرة (۱/۹۲۹) اور تاریخ الالحاد: عبد الرحمن بدوی ص ۱۴ تا ۳۲۔

۲۔ حلیہ (۶/۳۲۵) اسے لاکائی نے شرح اصول اعتقاد اہل السنة والجماعة (۱/۲۴۹) میں ابو محمد یحییٰ بن خلف عن مالک کے طریق سے روایت کیا ہے، قاضی عیاض نے ترتیب المدارک (۲/۲۴) میں ذکر کیا ہے۔

(۷) اور ابو داؤد نے عبد اللہ بن نافع سے روایت کی ہے کہ مالک رحمہ اللہ نے کہا: "اللہ آسمان میں ہے، اور اس کا علم ہر جگہ ہے"۔ ۱

ب۔ تقدیر کے بارے میں ان کا قول:

(۱) ابو نعیم نے ابن وہب (۲) سے روایت کی ہے کہا کہ میں نے مالک رحمہ اللہ کو سنا وہ ایک آدمی سے کہہ رہے تھے: "کل تم نے مجھ سے تقدیر کے بارے میں سوال کیا تھا؟ اس نے کہا: ہاں۔ مالک رحمہ اللہ نے کہا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿لَوْ شِئْنَا لَا تَيْنَاكُلُ نَفْسٌ هُدَاهَا وَلَٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ﴾ (السجدة: ۱۳)" اگر ہم چاہتے تو ہر نفس کو اس کی ہدایت دیدیتے، لیکن میرا یہ قول برحق ہے کہ میں جہنم کو جنوں اور انسانوں سب سے ضرور بھر دوں گا" اور اللہ نے جو کچھ فرمایا ہے ضروری ہے کہ وہ ہو کر رہے۔ ۳

(۲) قاضی عیاض رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ "امام مالک رحمہ اللہ سے منکرین تقدیر کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ کون لوگ ہیں؟ تو کہا: یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے

۱۔ اسے ابو داؤد نے مسائل الامام احمد ص ۲۶۳ میں روایت کیا ہے۔ عبد اللہ بن احمد نے السنن الطبعہ قدیمہ میں، اور ابن عبد البر نے التمهید (۷/۱۳۸) میں روایت کیا ہے۔

۲۔ وہ عبد اللہ بن وہب قرشی، مولائے قریش، مصری ہے۔ اس کے متعلق ابن حجر کہتے ہیں "فقیہ، ثقہ، حافظ، عابد ہے۔ ۱۹۷ھ میں وفات پائی"۔ تفریب التہذیب (۱/۴۶۰)۔

۳۔ حلیہ (۶/۳۲۶)۔

ہیں کہ اللہ نے برائیاں نہیں پیدا کی ہیں۔ ایسے ہی منکرین تقدیر کے بارے میں پوچھا گیا تو کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ استطاعت ان کے ہاتھ میں ہے اگر وہ چاہیں تو اطاعت کریں اور چاہیں تو معصیت کریں۔" ۱۔

(۳) اور ابن ابی عاصم نے عبد الجبار سے روایت کی ہے کہا کہ "میں نے مالک بن انس رحمہ اللہ کو سنا کہہ رہے تھے کہ میری رائے ان کے بارے میں یہ ہے کہ ان سے توبہ کرائی جائے، اگر توبہ کریں تو ٹھیک، ورنہ قتل کر دئے جائیں، یعنی منکرین تقدیر"۔ ۲۔

(۴) ابن عبد البر رحمہ اللہ کہتے ہیں: "مالک رحمہ اللہ نے کہا: میں نے کسی منکر تقدیر کو نہیں دیکھا مگر سخافت، طیش اور ہلکے پن والا"۔ ۳۔

(۵) اور ابن عاصم نے مروان بن محمد طاطر سے روایت کی ہے کہا کہ: "میں نے مالک بن انس رحمہ اللہ سے سنا ان سے منکر تقدیر سے شادی کئے جانے کے بارے میں سوال کیا گیا تھا تو انہوں نے یہ آیت پڑھی ﴿وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ﴾ (البقرة: ۲۲۱) "یقیناً مومن غلام مشرک سے بہتر ہے"۔ ۴۔

۱۔ ترتیب المدارک (۲/۴۸) اور دیکھئے شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ (۷۰۱/۲)۔

۲۔ السنۃ لابن ابی عاصم (۱/۸۷، ۸۸) اسے ابو نعیم نے حلیہ میں روایت کیا ہے (۳۲۶/۶)۔

۳۔ الانتقاء ص ۳۴۔ ۴۔ السنۃ لابن ابی عاصم (۱/۸۸) حلیہ (۳۲۶/۶)۔

(۶) قاضی عیاض رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مالک رحمہ اللہ نے کہا: "منکر تقدیر کی،

جو (اپنی اس بدعت کا) داعی ہو، اور خارجی اور رافضی کی گواہی جائز نہیں"۔ ۱۔

(۷) اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا کہ: "مالک رحمہ اللہ سے منکرین تقدیر

کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا ہم ان سے بات چیت کرنے سے رک جائیں؟ کہا:

ہاں جب کہ وہ جس بات پر ہے اسکی معرفت رکھتا ہو۔ اور ایک دوسری روایت

میں ہے کہ انہوں نے کہا: ان کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے، اور ان سے حدیث

قبول نہ کی جائے، اور اگر تم انہیں سرحد پر پاؤ تو انہیں وہاں سے نکال دو"۔ ۲۔

ج۔ ایمان کے بارے میں ان کا قول:

(۱) ابن عبد البر رحمہ اللہ نے عبد الرزاق بن ہمام رحمہ اللہ سے روایت کی

ہے کہا کہ: "میں نے ابن جریج (۳)، سفیان ثوری، معمر بن راشد، سفیان بن عیینہ

اور مالک بن انس رحمہ اللہ کو سنا وہ کہہ رہے تھے: ایمان قول و عمل ہے، بڑھتا اور گھٹتا

ہے"۔ ۳۔

۱۔ ترتیب المدارک (۲/۴۷)۔

۲۔ ترتیب المدارک (۲/۴۷)۔

۳۔ عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج رومی اموی، مولائے بنی امیہ کی۔ اس کے بارے

میں ذہبی کہتے ہیں: "امام، حافظ، فقیہ حرم، ابوالولید، ۵۰ھ میں وفات پائی"۔ تذکرۃ

الحفاظ (۱/۱۶۹) اور ان کے ترجمہ کے لئے دیکھئے تاریخ بغداد (۱۱/۴۰۰)۔

(۲) اور نعیم نے عبد اللہ بن نافع رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہا کہ: "مالک بن انس رحمہ اللہ کہتے تھے: ایمان قول و عمل ہے"۔ ۱۔

(۳) اور ابن عبد البر رحمہ اللہ نے اشہب بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے روایت کے ہے کہا کہ: "مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ لوگ بیت المقدس کی طرف سولہ مہینہ نماز پڑھتے رہے، پھر انہیں بیت الحرام کا حکم دیا گیا تو اللہ نے فرمایا: ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضَيِّعَ إِيمَانَكُمْ﴾ (البقرة: ۱۴۳) "اللہ تمہارے ایمان کو۔ یعنی بیت المقدس کی طرف تمہاری نماز کو۔ برباد کرنے والا نہیں ہے" امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں اس پر مرجحہ کا یہ قول ذکر کرتا ہوں کہ نماز ایمان سے نہیں ہے"۔ ۲۔

د۔ صحابہ کے بارے میں ان کا قول:

(۱) ابو نعیم نے عبد اللہ عنبری (۳) سے روایت کی ہے کہا کہ مالک بن انس رحمہ اللہ نے کہا کہ: "جو شخص رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے کسی کی تنقیص کرے یا اس کے دل میں ان کے خلاف کینہ ہو تو اس کے لئے مسلمانوں کے مال فنی میں کوئی

۱۔ حلیہ (۶/۳۲۷)۔

۲۔ الانتقاء ص ۳۴۔

۳۔ عبد اللہ بن سوار بن عبد اللہ عنبری بصری قاضی۔ اس کے بارے میں ابن حجر کہتے ہیں کہ "ثقہ ہے۔ ۲۲۸ھ میں اور اس کے علاوہ بھی کہا گیا ہے، وفات پائی"۔ تقریب التہذیب (۴۲۱/۱) تہذیب التہذیب (۵/۲۴۸)۔

حق نہیں، پھر اللہ تعالیٰ کا یہ قول تلاوت کیا: ﴿وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا﴾ (الحشر: ۱۰) "اور مال فئی (ان کے لئے بھی ہے) جو ان (مہاجرین و انصار صحابہ) کے بعد آئیں۔ جو کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہم کو بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں، اور ایمان داروں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ نہ ڈال۔" لہذا جو ان کی تنقیص کرے، یا اس کے دل میں ان کے خلاف کینہ ہو اس کے لئے مال فئی میں کوئی حق نہیں۔

(۲) ابو نعیم نے اولاد زبیر میں سے ایک شخص (۲) سے روایت کی ہے کہا کہ ہم لوگ مالک رحمہ اللہ کے پاس تھے، لوگوں نے ایک شخص کا ذکر کیا جو اصحاب رسول ﷺ کی تنقیص کرتا تھا، مالک رحمہ اللہ نے یہ آیت پڑھی ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ﴾۔ یہاں تک کہ۔ يُعْجِبُ الرُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ﴿(الفتح: ۲۹) تک پہنچے۔ "یعنی محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

۱۔ حلیہ (۶/۳۲۷)۔

۲۔ زبیر بن عوام کی نسل سے جنہوں نے امام مالک کی شاگردی کی اور ان سے سنا وہ ہیں عبد اللہ بن نافع بن ثابت بن عبد اللہ بن زبیر بن عوام، ان کا تعارف گزر چکا ہے، اور مصعب بن عبد اللہ بن مصعب، ان کا تعارف آ رہا ہے۔

اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کفار پر سخت اور آپس میں رحم و کرم کرنے والے ہیں۔ تم ان کو رکوع اور سجدہ کرتے ہوئے دیکھو گے جس سے وہ اللہ کا فضل اور رضا چاہتے ہیں۔ ان کی علامت یعنی سجدے کا اثر ان کے چہروں پر ہے۔ یہ توریت میں ان کی مثل (صفت) ہے۔ اور انجیل میں ان کی مثل یہ ہے جیسے کھیتی جس نے اپنی سوئی نکالی، پھر اسے قوت بخشی، پھر وہ موٹی ہو گئی اور اپنے تنے پر کھڑی ہو گئی، کھیتی کرنے والوں کو بھلی لگتی ہے تاکہ کفار کو ان سے غیظ و غضب میں ڈالے۔

اس کے بعد مالک رحمہ اللہ نے کہا: "جس کے دل میں اصحاب رسول ﷺ میں سے کسی کے بارے میں بھی غیظ ہو اسکو یہ آیت جا لگی"۔ اے

(۳) اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اشہب بن عبدالعزیز سے ذکر کیا ہے کہا کہ ہم لوگ مالک رحمہ اللہ کے پاس تھے کہ ان کے پاس علویوں میں سے ایک شخص آکھڑا ہوا۔ اور لوگ ان کی مجلس میں آیا کرتے تھے اس نے پکارا: اے ابو عبد اللہ! مالک رحمہ اللہ نے اس کیلئے سراٹھا دیا۔ اور انہیں جب کوئی پکارتا تھا تو وہ اس سے زیادہ اسکا جواب نہیں دیتے تھے کہ اس کیلئے اپنا سراٹھا دیتے۔ ان سے طالبی نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ تمہیں اپنے اور اللہ کے درمیان حجت بناؤں کہ جب میں اس کے پاس جاؤں اور وہ مجھ سے پوچھے تو میں اس سے کہوں کہ مجھ

سے مالک نے یہ بات کہی ہے۔

انہوں نے کہا کہو۔

اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے بہتر آدمی کون ہے؟

انہوں نے کہا: ابو بکر رضی اللہ عنہ۔ علوی نے کہا: پھر کون؟ مالک رحمہ اللہ نے

کہا: پھر عمر رضی اللہ عنہ۔ علوی نے کہا: پھر کون؟ انہوں نے کہا: ظلماً قتل کئے گئے

خليفة عثمان رضی اللہ عنہ۔ علوی نے کہا: واللہ آپ کے ساتھ ہر گز نہ بیٹھوں گا۔

مالک نے کہا: تجھے اختیار ہے۔"۔

ھ۔ دین میں کلام اور خصوصیات سے ان کی ممانعت:

(۱) ابن عبد البر نے مصعب بن عبد اللہ زبیری سے روایت کی ہے کہا کہ

مالک بن انس رحمہ اللہ کہا کرتے تھے کہ دین میں کلام کو ناپسند کرتا ہوں، اور

ہمارے شہر کے لوگ برابر اس کو ناپسند کرتے اور اس سے روکتے رہے ہیں۔

جیسے جہم کی رائے، انکا تقدیر اور اس جیسی کسی بھی چیز میں کلام کرنا۔ اور وہ

صرف اسی چیز میں کلام کرنا پسند کرتے تھے جس کے تحت کوئی عمل ہو۔ باقی رہا اللہ

کے دین کے بارے میں اور اللہ عز وجل کے بارے میں کلام کرنا تو سکوت میرے

نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے، کیونکہ میں نے اپنے شہر والوں کو دیکھا ہے کہ وہ دین

کے بارے میں کلام کرنے سے روکتے ہیں، سوائے اس کے کہ جس کے تحت کوئی

عمل ہو۔"

(۲) اور ابو نعیم نے عبد اللہ بن نافع سے روایت کی ہے کہا کہ: "میں نے

مالک رحمہ اللہ کو سنا وہ کہہ رہے تھے کہ اگر کوئی آدمی - اس کے بعد کہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرے - سارے کبار کا ارتکاب کر بیٹھے، پھر وہ ان اہواء اور بدعتوں سے خالی ہو - اور انہوں نے علم کلام کا ذکر کیا - تو وہ جنت میں جائے گا۔"

(۳) اور ہروی نے اسحاق بن عیسیٰ سے روایت کی ہے کہ مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ: "جو شخص علم کلام کے ذریعہ دین طلب کرے گا وہ زندیق ہو جائے گا۔ اور جو کیمیا کے ذریعہ مال طلب کرے گا مفلس ہو جائے گا۔ اور غریب الحدیث طلب کرے گا جھوٹ بولے گا۔"

(۴) خطیب نے اسحاق بن عیسیٰ سے روایت کی ہے: "میں نے مالک بن انس رحمہ اللہ کو سنا وہ دین میں جدال کو معیوب قرار دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ جب بھی ہمارے پاس کوئی آدمی آیا جو دوسرے آدمی سے زیادہ جدال والا تھا تو اس نے ہم سے یہی چاہا کہ حضرت جبریل، نبی ﷺ کے پاس جو کچھ لے کر آئے تھے ہم اسے رد کر دیں۔"

(۵) اور ہروی نے عبدالرحمن بن مہدی سے روایت کی ہے کہا کہ میں مالک رحمہ اللہ پر داخل ہوا، اور ان کے پاس ایک آدمی تھا جو ان سے سوال کر رہا تھا، انہوں نے کہا: غالباً تو عمرو بن عبید کے ساتھیوں میں سے ہے، اللہ عمرو بن عبید پر لعنت کرے، کیونکہ اسی نے کلام کی یہ بدعت ایجاد کی ہے، اور اگر کلام بھی کوئی علم ہوتا تو صحابہ اور تابعین اس کے بارے گفتگو کرتے، جیسے کہ انہوں نے احکام و شرائع کے بارے میں گفتگو کیا۔

(۶) اور ہروی نے اشہب بن عبدالعزیز سے روایت کی ہے کہا کہ میں نے مالک کو سنا وہ کہہ رہے تھے: "تم لوگ بدعتوں سے بچو۔ کہا گیا کہ اے ابو عبد اللہ! بدعتیں کیا ہیں؟ کہا کہ اہل بدعت وہ لوگ ہیں جو اللہ کے اسماء و صفات، اسکے کلام اور علم و قدرت کے بارے میں کلام کرتے ہیں، اور اس بات سے خاموش نہیں رہتے جس سے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان کے تابعین کرام (بھلے پیروکار) خاموش رہے۔"

(۷) اور ابو نعیم نے شافعی رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ: "مالک بن انس رحمہ اللہ کے پاس جب بعض اہل اہواء آتے تو کہا کرتے تھے کہ میں اپنے رب اور اپنے دین کی طرف سے پیٹہ (واضح دلیل) پر ہوں، اور تم محض بتلائے شک ہو، لہذا اپنے جیسے شکی کے پاس جاؤ اور اسی سے لڑو جھگڑو۔"

(۸) ابن عبد البر رحمہ اللہ نے محمد بن احمد بن خویز مندادمصری مالکی سے روایت کی ہے اس نے اپنی کتاب الخلاف کی کتاب الاجارات میں کہا ہے کہ: "مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ اہواء، بدعات اور تنجیم والوں کی کسی بھی کتاب میں اجارے جائز نہیں ہیں۔ انہوں نے کئی کتابیں ذکر کیں۔ پھر کہا کہ ہمارے اصحاب کے نزدیک اہل اہواء و بدعات کی کتابیں اصحاب کلام معتزلہ وغیرہ کی کتابیں ہیں، اور ان کے اندر اجارہ فسخ ہو جائے گا۔"

یہ تو حید و صحابہ اور ایمان و علم کلام وغیرہ کے سلسلے میں امام مالک رحمہ اللہ کے موقف اور اقوال کی چند جھلکیاں ہیں۔

چوتھا بحث

امام شافعی رحمہ اللہ کا عقیدہ

الف۔ توحید کے بارے میں ان کا قول:

(۱) بیہقی نے ربیع بن سلیمان سے روایت کی ہے کہا کہ: "امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا: جو اللہ یا اس کے ناموں میں سے کسی نام کی قسم کھائے، پھر قسم توڑ دے تو اس پر کفارہ ہے۔ اور جو کسی غیر اللہ کی قسم کھائے، مثلاً آدمیوں کہے کہ کعبہ کی قسم، میرے باپ کی قسم، اور ایسے اور ایسے کی قسم کہ یہ نہیں ہوا، اور قسم میں حانث ہو تو اس پر کفارہ نہیں ہے، اور اسی کی مثل قائل کا یہ کہنا ہے کہ: "میری عمر کی قسم"..... اس پر بھی کفارہ نہیں ہے، اور یہ غیر اللہ کی قسم ہے۔ لہذا یہ رسول اللہ ﷺ کے اس قول کی رو سے مکروہ اور منع کردہ ہے: "إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ نَهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ، فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللَّهِ أَوْ لَيْسَ كُتْ۔" (اللہ عز وجل نے تمہیں اپنے آباء کی قسم کھانے سے منع کیا ہے، لہذا جسے قسم کھانی ہو وہ اللہ کی قسم کھائے، یا چپ رہے)۔

اور امام شافعی رحمہ اللہ نے اسکی یہ وجہ بیان کی ہے کہ اللہ کے نام غیر مخلوق ہیں، لہذا جو اللہ کے نام کی قسم کھائے اور اسے توڑ بیٹھے تو اس پر کفارہ ہے۔

(۲) اور ابن قیم رحمہ اللہ نے اجتماع الجووش الاسلامیہ میں شافعی رحمہ اللہ

سے یہ بات ذکر کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ وہ سنت جس پر میں ہوں اور جس پر میں نے اپنے اصحاب اہل الحدیث کو دیکھا ہے، جنہیں کہ میں نے دیکھا اور جن سے علم

حاصل کیا ہے، جیسے سفیان ثوری اور مالک رحمہما اللہ وغیرہ۔ اس سنت کے بارے میں قول یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ، محمد رسول اللہ کا اقرار ہو، اور اس بات کا اقرار ہو کہ اللہ اپنے عرش پر اپنے آسمان میں ہے، اپنی مخلوق سے جیسے چاہتا ہے قریب ہوتا ہے، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف جیسے چاہتا ہے اترتا ہے۔"

(۳) اور ذہبی رحمہ اللہ نے مزنی سے یہ بات ذکر کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے کہا کہ توحید کے تعلق سے اگر کوئی شخص میرے ضمیر کی بات اور میرے دل کے ساتھ لگی ہوئی چیز نکال سکتا ہے تو وہ شافعی رحمہ اللہ ہیں، لہذا میں ان کے پاس گیا، وہ مصر کی مسجد میں تھے، جب میں ان کے سامنے بیٹھا تو میں نے کہا: میرے دل میں توحید کے متعلق ایک مسئلہ کھڑا ہے، اور میں جانتا ہوں کہ آپ جیسا علم کسی اور کو نہیں تو آپ کے پاس کیا ہے؟ اس پر وہ بگڑ گئے اور کہا: تمہیں معلوم ہے تم کہاں ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا: یہ وہ جگہ ہے جس میں اللہ نے فرعون کو غرق کیا۔ کیا تمہیں یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق سوال کرنے کا حکم دیا ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ انہوں نے کہا: کیا اس بارے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کلام کیا ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ انہوں نے کہا: تم جانتے ہو آسمان میں کتنے تارے ہیں؟ میں نے کہا: نہیں۔ انہوں نے کہا: تو ان میں سے کسی ایک ستارے کی جنس، اس کا طلوع، اس کا غروب، اور وہ کس سے پیدا کیا گیا ہے، اسے تم جانتے ہو؟ میں نے کہا: نہیں۔ انہوں نے کہا: تو مخلوق میں سے ایک چیز جسے تم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہو اسے نہیں جانتے تو اس کے خالق کے علم کے بارے

میں سوال کرتے ہو؟ پھر مجھ سے وضوء کے ایک مسئلہ کے بارے میں سوال کیا، میں نے اس میں غلطی کر دی۔ پھر انہوں نے چار وجہوں پر اسکی تفریع کی اور میں ان سے کسی میں بھی صحیح جواب نہ دے سکا۔ انہوں نے کہا کہ ایک چیز جس کے تم دن میں پانچ مرتبہ محتاج ہو اسکا علم تو تم چھوڑ رہے ہو، اور خالق کے علم کا تکلف کر رہے ہو؟ جب تمہارے دل میں ایسی کوئی بات کھلے تو اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرف رجوع کرو ﴿وَاللَّهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ﴾ ☆ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ ﴿اور تمہارا معبود ایک معبود ہے۔ اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ وہ رحمن و رحیم ہے۔ بیشک آسمان و زمین کی پیدائش میں عقل رکھنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں﴾۔ پس مخلوق سے خالق پر استدلال کرو، اور جس چیز تک تمہاری عقل نہیں پہنچتی ہے اس کا تکلف نہ کرو۔

(۴) اور ابن عبدالبر نے یونس بن عبدالاعلیٰ سے روایت کی ہے کہا کہ میں نے شافعی رحمہ اللہ سے سنا کہہ رہے تھے کہ "جب تم آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنو کہ اسم غیر مسمیٰ ہے، یا شئی یا غیر شئی ہے تو اس کے زندیق ہونے کی گواہی دو۔"

(۵) اور شافعی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الرسالہ میں کہا ہے کہ: "حمد ہے اللہ کی جو ویسے ہی ہے جیسے کہ اس نے اپنے آپ کو متصف کیا ہے، اور اس سے بڑھ کر ہے جس سے اسکی خلق نے اسکو متصف کیا ہے۔"

(۶) اور ذہبی رحمہ اللہ نے سیر میں شافعی رحمہ اللہ سے یہ بات ذکر کی ہے کہ: "یہ صفات جنہیں قرآن لے کر آیا ہے، یا جن کے ساتھ سنت وارد ہے ہم انہیں ثابت

مانتے ہیں، اور اس سے تشبیہ کی نفی کرتے ہیں۔ جیسا کہ اس نے خود اپنے آپ سے نفی کی ہے۔ اور فرمایا: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ (اس کے مثل کوئی چیز نہیں)

(۷) اور ابن عبدالبر نے ربیع بن سلیمان سے روایت کی ہے کہا کہ: "میں نے شافعی رحمہ اللہ سے سنا وہ اللہ عزوجل کے اس قول کے بارے میں کہ: ﴿كَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَمَّخُجُونَ﴾ (ہرگز نہیں۔ وہ لوگ اس دن اپنے رب سے پردہ میں رکھے جائیں گے) کہہ رہے تھے کہ اللہ نے ہمیں اس کے ذریعہ یہ بتایا کہ وہاں ایک قوم ہوگی جو پردہ میں نہیں رکھی جائے گی، بلکہ وہ لوگ اللہ کو دیکھ رہے ہوں گے، اور اس کے دیکھنے میں وہ ایک دوسرے کے لئے آڑ نہ بنیں گے۔"

(۸) اور لاکائی نے ربیع بن سلیمان سے روایت کی ہے کہا کہ: "میں محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ کے پاس حاضر تھا ان کے پاس صعید (بالائی مصر) سے ایک رقعہ آیا، اس میں یہ تھا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں کیا کہتے ہیں: ﴿كَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَمَّخُجُونَ﴾ (ہرگز نہیں۔ وہ لوگ اس دن اپنے رب سے پردہ میں رکھے جائیں گے) شافعی رحمہ اللہ نے کہا جب یہ لوگ ناراضگی کے سبب پردہ میں کر دئے جائیں گے تو یہ دلیل ہے کہ رضا کی صورت میں لوگ اسے دیکھیں گے۔ ربیع کہتے ہیں: میں نے کہا: اے

ابو عبد اللہ! آپ اس کے قائل ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں، اللہ کے ساتھ میرا

یہی دین ہے۔"

(۹) اور ابن عبد البر رحمہ اللہ نے جاوردی سے روایت کی ہے کہا کہ شافعی رحمہ اللہ کے پاس ابراہیم بن اسماعیل بن علیہ کا ذکر کیا گیا۔ شافعی رحمہ اللہ نے کہا: میں ہر چیز میں اس کا مخالف ہوں، لا الہ الا اللہ کہنے میں بھی اس کا مخالف ہوں، ویسے نہیں کہتا ہوں جیسے وہ کہتا ہے، میں کہتا ہوں اس اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں جس نے موسیٰ علیہ السلام سے پردے کے پیچھے کلام کیا، اور وہ کہتا ہے کہ اس اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جس نے کلام پیدا کر کے پیچھے سے موسیٰ کو سنا دیا۔"

(۱۰) اور لاکائی نے ربیع بن سلیمان سے روایت کی ہے کہ شافعی نے کہا: "جو شخص یہ کہے کہ قرآن مخلوق ہے وہ کافر ہے۔"

(۱۱) اور بیہقی نے ابو محمد زبیری سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی نے شافعی رحمہ اللہ سے کہا کہ مجھے قرآن کے بارے میں بتائیے کہ کیا وہ خالق ہے؟ شافعی رحمہ اللہ نے کہا: یا اللہ۔ نہیں۔ اس نے کہا کہ: وہ مخلوق ہے؟ شافعی رحمہ اللہ نے کہا: یا اللہ۔ نہیں۔ اس نے کہا غیر مخلوق ہے؟ شافعی نے کہا: یا اللہ۔ ہاں۔ اس نے کہا: اسکی دلیل کیا ہے کہ وہ غیر مخلوق ہے؟ شافعی رحمہ اللہ نے اپنا سراٹھایا اور کہا: تم اقرار کرتے ہو کہ قرآن اللہ کا کلام ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ شافعی رحمہ اللہ نے کہا: تم اس بات میں مسبوق ہو، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّى يَسْمَعَ كَلِمَ اللَّهِ﴾ (اگر مشرکین میں سے کوئی تم سے کوئی پناہ چاہے تو اس کو پناہ دو یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لے) ﴿وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا﴾ (اور اللہ نے موسیٰ سے کلام کیا) شافعی رحمہ اللہ نے کہا تو

تم اقرار کرتے ہو کہ اللہ تھا اور اس کا کلام تھا؟ یا اللہ تھا اور اس کا کلام نہیں تھا؟ اس آدمی نے کہا کہ بلکہ اللہ تھا اور اس کا کلام بھی تھا۔ اس پر شافعی رحمہ اللہ مسکرائے اور کہا کہ او کو فیو! جب تم یہ اقرار کرتے ہو کہ اللہ پہلے سے بھی پہلے تھا اور اس کا کلام بھی تھا تو تم لوگ ایک بڑی بات لاتے ہو، اب تم یہ بات کہاں سے کہتے ہو کہ کلام یا تو اللہ ہے، یا ماسوی اللہ ہے، یا غیر اللہ ہے، یا دون اللہ؟ کہا کہ اس پر وہ آدمی چپ چاپ نکل گیا۔

(۱۲) اور ابوطالب عشاری کی روایت سے شافعی رحمہ اللہ کی طرف منسوب جزء الاعتقاد میں یہ عبارت ہے، کہا کہ ان سے اللہ عز وجل کی صفات کے بارے میں اور جس پر ایمان ہونا چاہئے اس کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا: اللہ تبارک و تعالیٰ کے بہت سے نام اور صفات ہیں جن کے ساتھ اسکی کتاب آئی ہے، اور جسکی نبی ﷺ نے اپنی امت کو دی ہے۔ اللہ عز وجل کی مخلوق میں سے کسی کے لئے بھی۔ جس کے نزدیک یہ حجت قائم ہو چکی ہو کہ قرآن اس کو لیکر اتر رہا ہے، اور جس کے نزدیک عادل کی روایت سے نبی ﷺ کا قول صحیح ہو چکا ہو۔ اس کے خلاف گنجائش نہیں، اگر وہ حجت ثابت ہو جانے کے بعد بھی اس کی مخالفت کرے تو وہ اللہ عز وجل کے ساتھ کفر کر رہا ہے، البتہ خبر کی جہت سے اس پر حجت ثابت ہونے سے پہلے وہ جہل کی بناء پر معذور ہے، کیونکہ اسکے علم کا ادراک نہ عقل سے کیا جاسکتا ہے نہ درایت و فکر سے، اور اسکی مثال یہ ہے کہ اللہ عز وجل نے یہ خبر دی ہے کہ وہ سمیع ہے، اس کے دو ہاتھ ہیں، اس عز وجل کا قول

ہے: ﴿بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ﴾ (بلکہ اس کے دونوں ہاتھ پھیلے ہوئے ہیں) اور یہ کہ اس کے لئے داہنا ہے، اللہ عزوجل کا قول ہے: ﴿وَالسَّمَاءُ مَطْوِيَّتٌ بِيَمِينِهِ﴾ (اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے) اور یہ کہ اللہ کے لئے چہرہ ہے، اس عزوجل کا ارشاد ہے: ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ﴾ (ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اس کے چہرے کے) اور اس کا قول ہے: ﴿وَيَتَقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ﴾ (تیرے رب کا جلال و اکرام والا چہرہ باقی رہے گا) اور یہ کہ اس کے لئے قدم ہے، نبی ﷺ کا قول ہے: "حَتَّى يَضَعَ الرَّبُّ عَرْوَ جَلٍّ فِيهَا قَدَمَهُ"

(یہاں تک کہ رب عزوجل اس میں (جہنم میں) اپنا قدم رکھ دے گا) اور اللہ عزوجل ہنستا ہے کیونکہ جو شخص اللہ عزوجل کے راستے میں قتل ہو، اس کے بارے میں نبی ﷺ کا قول ہے: "لَقِيَ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ وَهُوَ يَضْحَكُ إِلَيْهِ" (وہ اللہ عزوجل سے اس حالت میں ملے گا کہ اللہ اس کی طرف ہنس رہا ہوگا) اور یہ کہ ہر رات آسمان دنیا کی طرف اترتا ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اسکی خبر دی ہے۔ اور یہ کہ وہ کانا نہیں ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے جب دجال کا ذکر کیا تو فرمایا کہ: "إِنَّهُ أَعْوَرٌ، وَإِنَّ رَبَّكَ لَيْسَ بِأَعْوَرٌ" (وہ کانا ہے، اور تمہارا رب کانا نہیں ہے) اور یہ کہ مومنین اپنے رب عزوجل کو قیامت کے دن اپنی نگاہوں سے دیکھیں گے جس طرح چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہیں۔ اور یہ کہ اس کیلئے انگلی ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: "مَا مِنْ قَلْبٍ إِلَّا

وَهُوَ بَيْنَ أَصْبُعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ الرَّحْمَنِ عَزَّ وَجَلَّ" (کوئی بھی دل نہیں مگر وہ رحمٰن عزوجل کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہے)۔

اور یہ معانی جن کے ساتھ اللہ عزوجل نے اپنے آپ کو متصف کیا ہے، اور جن کے ساتھ اسکے رسول ﷺ نے اسکو متصف کیا ہے ان کی حقیقت فکر و درایت سے نہیں جانی جاسکتی، اور ان کے نہ جاننے کی وجہ سے کسی کو اس وقت تک کافر نہیں کہا جاسکتا جب تک کہ

اس شخص تک اسکی خبر پہنچ نہ جائے، اور جب وہ خبر ایسی ہو کہ اسکا سننا فہم میں مشاہدہ کے قائم مقام ہو تو سننے والے پر اسکی حقیقت کو تسلیم کرنا اور اسکی گواہی دینا ویسے ہی ضروری ہے جیسے اس نے خود رسول اللہ ﷺ سے دیکھا اور سنا ہو۔ البتہ ہم ان صفات کو ثابت مانتے ہیں، اور تشبیہ کی نفی کرتے ہیں، جیسا کہ خود اس اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ سے اسکی نفی کی ہے، چنانچہ فرمایا: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ (اس کے جیسی کوئی شے نہیں، اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے) جزء الاعتقاد ختم ہوا۔

ب۔ تقدیر کے بارے میں ان کا قول:

(۱) بیہقی نے ربیع بن سلیمان سے روایت کی ہے کہا کہ شافعی رحمہ اللہ سے

تقدیر کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا:

مَا شِئْتَ كَأَنَّ وَإِنْ لَمْ أَشَأْ وَمَا شِئْتَ إِنْ لَمْ تَشَأْ لَمْ يَكُنْ خَلَقْتَ الْعِبَادَ عَلَى مَا عَلِمْتَ فَفِي الْعِلْمِ يَجْرِي الْفَتَى

وَالْمَسِيئُ

عَلَىٰ ذَا مَنَنْتَ وَهَذَا خَذَلْتَ وَهَذَا أَعَنْتَ وَذَا لَمْ تُعِنْ

فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَمِنْهُمْ سَعِيدٌ وَمِنْهُمْ قَبِيحٌ وَمِنْهُمْ حَسَنٌ

تو نے جو چاہا ہوا اگرچہ میں نے نہیں چاہا۔ اور میں نے جو چاہا، اگر تو نے نہیں چاہا تو نہیں ہوا۔ تو نے اپنے علم کے مطابق بندوں کو پیدا کیا، چنانچہ جو ان بوڑھے سب (تیرے) علم ہی کے اندر چلتے ہیں۔ اس پر تو نے احسان کیا، اور اسکو بے یار و مددگار چھوڑا، اسکی اعانت کی اور اسکی اعانت نہیں کی خ تو ان میں سے کوئی بد بخت اور کوئی نیک بخت ہے، کوئی برا ہے، کوئی اچھا ہے۔

(۲) بیہقی رحمہ اللہ نے مناقب الشافعی رحمہ اللہ میں ذکر کیا ہے کہ شافعی رحمہ اللہ نے کہا: "بندوں کی مشیت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ بندے اس وقت تک نہیں چاہیں گے جب تک کہ اللہ رب العالمین نہ چاہے، کیونکہ لوگوں نے اپنے اعمال پیدا نہیں کئے ہیں، بلکہ بندوں کے افعال اللہ کے پیدا کرنے سے پیدا ہوئے ہیں، اور اچھی اور بری تقدیر اللہ عز و جل کی طرف سے ہے، اور عذاب قبر حق ہے، اور اہل قبور سے پوچھ گچھ کی جانی حق ہے، اور مرنے کے بعد اٹھایا جانا حق ہے، اور حساب حق ہے، اور جنت اور جہنم حق ہیں، اور اس کے علاوہ ساری باتیں بھی جن کا ذکر احادیث میں آیا ہے۔"

(۳) اور لا لکائی نے مزنی سے روایت کی ہے، کہا کہ: "شافعی رحمہ اللہ نے

کہا: تم جانتے ہو قدری (منکر تقدیر) کیا ہے؟ وہ جو کہتا ہے کہ اللہ نے کسی چیز کو پیدا

نہیں کیا یہاں تک کہ وہ زیر عمل آگئی۔"

(۴) بیہقی نے شافعی رحمہ اللہ سے ذکر کیا ہے کہا کہ: "قدر یہ (منکر تقدیر) جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: "هُم مَجُوسٌ هَذِهِ الْأُمَّةُ" (وہ لوگ اس امت کے مجوس ہیں) یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ معاصی کو نہیں جانتا یہاں تک کہ وہ ہو جاتی ہے۔

(۵) اور بیہقی رحمہ اللہ نے ربیع بن سلیمان سے روایت کی ہے وہ شافعی رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ قدری (منکر تقدیر) کے پیچھے نماز کو مکروہ کہتے تھے۔

ج۔ ایمان کے بارے میں ان کا قول:

(۱) ابن عبد البر رحمہ اللہ نے ربیع سے روایت کی ہے کہا کہ میں نے شافعی رحمہ اللہ کو سنا کہہ رہے تھے: "ایمان قول و عمل اور دل کا اعتقاد ہے، اللہ عز و جل کا یہ قول نہیں دیکھتے ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ﴾ (اللہ تمہارے ایمان کو۔ یعنی بیت المقدس کی طرف نماز کو۔ ضائع کرنے والا نہیں ہے) تو یہاں نماز کا نام ایمان رکھا، اور یہ قول اور عمل اور دل کا ارادہ ہے۔

(۲) اور بیہقی نے ربیع بن سلیمان سے روایت کی ہے کہا کہ میں نے شافعی رحمہ اللہ کو سنا کہہ رہے تھے کہ: "ایمان قول اور عمل ہے، زیادہ اور کم ہوتا ہے۔"

(۳) اور بیہقی رحمہ اللہ نے ابو محمد زبیری سے روایت کی ہے کہا کہ ایک آدمی نے شافعی رحمہ اللہ سے کہا کہ کون سا عمل اللہ کے نزدیک افضل ہے؟ شافعی رحمہ اللہ

نے کہا: جس کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں کیا جاتا۔ کہا وہ کیا ہے؟ کہا: اللہ پر ایمان جس کے سوا کوئی الہ نہیں، یہ درجہ میں سارے اعمال سے اعلیٰ، مرتبہ میں سارے اعمال سے اشرف اور نصیب میں سب سے روشن ہے۔ اس آدمی نے کہا آپ مجھے ایمان کے بارے میں کیوں نہ بتائیں کہ وہ قول و عمل ہے، یا قول بلا عمل ہے؟ شافعی رحمہ اللہ نے کہا: ایمان اللہ کے لئے عمل ہے اور قول اس عمل کا حصہ ہے۔ اس آدمی نے کہا: مجھ سے اسے بیان کیجئے یہاں تک کہ میں اسے سمجھ لوں۔ شافعی رحمہ اللہ نے کہا: ایمان کے حالات و درجات اور طبقات ہیں، ان میں سے ایک تام ہے جو اپنے تمام کی منتہا کو پہنچا ہوا ہے۔ اور ایک ناقص ہے جسکا ناقص ہونا واضح ہے۔ اور ایک رائج ہے جسکا رجحان زائد ہے۔ اس آدمی نے کہا اچھا تو ایمان پورا نہیں بھی ہوتا اور کم بیش بھی ہوتا ہے؟ شافعی رحمہ اللہ نے کہا ہاں۔ اس نے کہا اسکی دلیل کیا ہے؟ شافعی رحمہ اللہ نے کہا: اللہ جل ذکرہ نے ایمان کو بنی آدم کے اعضاء پر فرض کیا ہے اور ان کے درمیان تقسیم کر دیا اور ان پر بکھیر دیا ہے، چنانچہ اس کے اعضاء میں سے کوئی بھی عضو نہیں ہے مگر اسے ایمان کا وہ حصہ سونپا گیا ہے جو دوسرے عضو کو سونپنے گئے حصے کے علاوہ ہے، اور اللہ کی طرف سے مقرر ہے۔

ان اعضاء میں سے اہم عضو دل ہے، جس کے ذریعہ انسان سمجھتا بوجھتا اور فہم رکھتا ہے، اور یہ اس کے جسم کا امیر ہے جسکی رائے اور امر کے بغیر باقی اعضاء نہ پیش قدمی کرتے ہیں نہ پلٹے ہیں۔

اور اسکے اعضاء میں دونوں آنکھیں ہیں جن سے دیکھتا ہے۔ اور دونوں کان ہیں جن سے سنتا ہے۔ اور دونوں ہاتھ ہیں جن سے پکڑتا ہے۔ اور دونوں پاؤں ہیں جن سے چلتا ہے۔ اور اسکی شرمگاہ ہے جسکی طرف سے قوت باہ ہے۔ اور اسکی زبان ہے جس سے بولتا ہے۔ اور اسکا سر ہے جس میں اسکا چہرہ ہے۔

دل پر وہ چیز فرض کی ہے جو زبان پر فرض کردہ چیز سے مختلف ہے۔ اور کانوں پر وہ چیز فرض کی ہے جو آنکھوں پر فرض کردہ چیز سے مختلف ہے۔ اور ہاتھوں پر وہ چیز فرض کی ہے جو پیروں پر فرض کردہ چیز کے ماسوا ہے۔ اور شرمگاہ پر وہ چیز فرض کی ہے جو چہرے پر فرض کردہ چیز کے ماسوا ہے۔

اللہ نے دل پر ایمان کا جو حصہ فرض کیا ہے وہ اقرار و معرفت ہے، عزم اور رضا و تسلیم ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی لائق عبادت نہیں، وہ تھا ہے اسکا کوئی شریک نہیں، اس نے نہ بیوی اختیار کی نہ بچہ، اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، اور اللہ کے پاس سے جو بھی نبی یا کتاب آئی ہے اس کا اقرار تو یہ چیز ہے جو اللہ جل ثناؤہ نے دل پر فرض کی ہے، اور یہی اسکا عمل ہے: ﴿إِلَّا مَنْ أَكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَذْرًا﴾ (مگر جس پر زبردستی کی گئی اور اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن تھا۔ لیکن جس نے کفر کے ساتھ سینہ کھول دیا) (تو ان پر اللہ کا غضب ہے الخ) اور فرمایا: ﴿أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ﴾ (یاد رکھو اللہ کے ذکر ہی سے دل مطمئن ہوتے ہیں) اور فرمایا:

﴿مِنَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوبُهُمْ﴾ (

لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جنہوں نے اپنے منہ سے کہا ہم ایمان لائے حالانکہ ان کے دل ایمان نہیں لائے ہیں) اور فرمایا: ﴿وَإِنْ تُبْذُوا مَافِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللَّهُ﴾ (تمہارے نفسوں میں جو کچھ ہے اسکو تم ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ تم سے اس کا حساب لے گا)۔ تو یہ وہ ایمان ہے جو اللہ نے دل پر فرض کیا ہے، اور یہی دل کا عمل ہے، اور یہی راس الایمان ہے۔

اور اللہ نے زبان پر یہ فرض کیا ہے کہ دل میں جو بات باندھ رکھی ہے اور جس کا اقرار کیا ہے اسے کہے اور اسکی تعبیر کرے، چنانچہ اس بارے میں فرمایا: ﴿قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ﴾ (تم لوگ کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے) اور فرمایا: ﴿وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا﴾ (لوگوں سے اچھی بات کہو)۔ تو یہ وہ چیز ہے جو اللہ نے زبان پر فرض کی ہے، یعنی دل کی بات کہنا اور اسکی تعبیر کرنا، اور یہی زبان کا عمل ہے، اور یہی وہ ایمان ہے جو اس پر فرض ہے۔

اور اللہ نے کان پر یہ فرض کیا ہے کہ اللہ کی حرام کردہ چیز سننے سے منزہ رہے، اور اسکی منع کردہ چیز سے اسے دور رکھا جائے، چنانچہ اس بارے میں فرمایا: ﴿وَ قَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَةَ اللَّهِ يَكْفُرُ بِهَا وَ يُسْتَهْزَأُ

(اور تم پر اللہ نے کتاب میں یہ بات اتاری ہے کہ جب تم اللہ کی آیتوں کو سنو کہ ان کے ساتھ کفر اور استہزاء کیا جا رہا ہے تو ایسے لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو یہاں

تک کہ وہ دوسری بات میں لگ جائیں (ورنہ) تب تم لوگ بھی ان ہی جیسے ہوگی)۔ پھر بھول کی جگہ کا استثناء کیا چنانچہ فرمایا: ﴿وَأَمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾ (اور اگر تم شیطان بھلوا دے، اور تم ان کے ساتھ بیٹھ جاؤ، تو یاد آ جانے کے بعد اس ظالم قوم کے ساتھ نہ بیٹھنا) اور فرمایا:

﴿فَبَشِّرْ عِبَادِ ☆ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ وَأُولَئِكَ هُمْ أُولُوا الْأَلْبَابِ﴾ (میرے ان بندوں کو بشارت دے دو جو بات سنتے ہیں تو اسکا جو اچھا پہلو ہے اسکی پیروی کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی ہے، اور یہی لوگ ہیں جو عقل والے ہیں) اور فرمایا: ﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ☆ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ﴾ (الٰہی قولہ) ﴿هُم لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ﴾ (مومنین کامیاب ہوئے۔ جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں۔ اور جو لغو سے اعراض کرتے ہیں۔ اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں) اور فرمایا: ﴿وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ﴾ (اور جب لغو سنتے ہیں تو اس سے اعراض کرتے ہیں) اور فرمایا: ﴿وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا﴾ (اور جب لغو کے پاس سے گزرتے ہیں تو بزرگانہ طور پر گزر جاتے ہیں) تو یہ وہ چیز ہے جسے اللہ جل ذکرہ نے کان پر فرض کیا ہے، یعنی جو چیز حلال نہیں اس سے منزہ رکھنا۔ اور یہ کان کا عمل ہے، اور ایمان کا حصہ ہے۔ اور اللہ نے آنکھوں پر یہ فرض کیا ہے کہ ان سے حرام چیز نہ دیکھیں، اور جس

سے اسے منع کیا ہے اس سے جھکائے رکھیں، چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس بارے میں فرمایا: ﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ﴾ (الآتین) (مومنین سے کہو کہ وہ اپنی نگاہیں جھکائے رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور مومنات سے کہو کہ وہ اپنی نگاہیں جھکائے رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں) یعنی اس بات سے محفوظ رکھیں کہ کوئی دوسرے کی شرمگاہ کی طرف نہ دیکھے، یا خود اسکی شرمگاہ کی طرف دیکھا جائے، اور کہا کہ کتاب اللہ میں جو بھی شرمگاہ کی حفاظت ہے تو وہ زنا سے ہے، مگر یہ آیت کہ یہ نظر سے ہے۔

تو یہ وہ بات ہے جو اللہ نے دونوں آنکھوں پر فرض کی ہے، یعنی اسے پست رکھنا، اور یہ آنکھ کا عمل ہے، اور ایمان میں سے ہے۔

پھر دل، کان اور نظر پر جو فرض ہے اسکی خبر صرف ایک آیت میں دی ہے، چنانچہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس بارے میں فرمایا ہے: ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا﴾ (اور جس بات کا تمہیں علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑو۔ بیشک کان، اور آنکھ اور دل ان سب سب سے اس بارے میں پوچھا جائے گا)۔

(امام شافعی نے) کہا کہ اور شرمگاہ پر یہ فرض کیا ہے کہ اسے اللہ کی حرام کردہ چیز کے ساتھ چاک نہ کرے ﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِفُُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ﴾ (اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں) اور فرمایا: ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ

يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَرُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ ﴿١٠﴾ الْآيَةُ

(اور تم اس بات سے نہیں چھپ سکتے تھے کہ تم پر تمہارے کان، تمہاری آنکھیں اور تمہاری چمڑیاں گواہی دیں)۔ چمڑیوں سے مراد شرمگاہیں اور ران ہیں۔ تو یہ وہ چیز ہے جو اللہ نے شرمگاہوں پر فرض کی ہے، یعنی جو چیز حلال نہیں اس سے ان کی حفاظت، اور یہ ان کا عمل ہے۔

کہا کہ اور ہاتھوں پر یہ فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیز حرام کر رکھی ہے اسکو ان سے نہ پکڑے، بلکہ وہ چیز پکڑے جس کا اس نے حکم دیا ہے، یعنی صدقہ، صلہ رحمی، جہاد فی سبیل اللہ، اور نمازوں کے لئے پاکی، چنانچہ اس بارے میں فرماتا ہے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ ﴿١١﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ (اے ایمان والو! جب تم نماز کی جانب اٹھو تو اپنے چہرے اور کہنیوں تک اپنے ہاتھ دھولو) اور فرمایا: ﴿فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّىٰ إِذَا أَثْخَنْتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَتَاقَ فَمَا مَنَّا بَعْدُ وَإِنَّا فِدَاءٌ ﴿١٢﴾ (تو جب تم کافروں سے ٹکراؤ تو (پہلا کام) گردنیں مارنا ہے، یہاں تک کہ جب تم ان کو خوب کچل لو تو مضبوطی کے ساتھ باندھو، اس کے بعد یا تو احسان کرنا ہے یا فدیہ لینا ہے)۔ کیونکہ مار دھاڑ، صلہ رحمی اور صدقہ ہاتھوں سے انجام پانے والے کام ہیں۔

اور دونوں پاؤں پر فرض کیا ہے کہ ان سے اللہ جل ذکرہ کی حرام کردہ چیز کی طرف نہ چلیں، چنانچہ اس بارے میں فرمایا: ﴿وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا

إِنَّكَ لَن تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا ﴿١٠﴾ (تو زمین میں اکڑ کر نہ چل، نہ تو تو زمین کو پھاڑ سکتا ہے اور نہ پہاڑ کی بلندی کو پہنچ سکتا ہے)

اور چہرے پر یہ فرض کیا ہے کہ اللہ کورات اور دن میں اور نماز کے اوقات میں سجدہ کرے، چنانچہ اس بارے میں فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (اے ایمان والو! رکوع کرو اور سجدہ کرو، اور اپنے رب کی عبادت کرو، اور بھلائی کرو تاکہ تم لوگ کامیاب ہو جاؤ) اور فرمایا: ﴿وَإِنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا﴾ (اور مسجدیں اللہ کے لئے ہیں، پس اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو) مساجد سے مراد پیشانی وغیرہ وہ اعضاء ہیں جن پر ابن آدم سجدہ کرتا ہے۔

(امام شافعی رحمہ اللہ نے) کہا کہ تو یہ وہ چیزیں ہیں جنہیں اللہ نے ان اعضاء پر فرض کیا ہے۔

اور اللہ کی پاکی اور نماز کو اپنی کتاب میں ایمان کہا ہے، اور یہ اس وقت جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کا رخ بیت المقدس کی جانب نماز پڑھنے سے پھیرا، اور آپ کو کعبہ کی جانب نماز پڑھنے کا حکم دیا، اور مسلمان سولہ مہینہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھ چکے تھے، تو انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! یہ فرمائیے کہ ہم نے بیت المقدس کی طرف جو نماز پڑھی ہے تو اس کا حال اور ہمارا حال کیا ہوگا؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّعَ إِيمَانَكُمْ﴾

إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَدَرٌ وَفٌ رَّحِيمٌ ﴿١﴾ (اللہ تمہارے ایمان کو برباد کرنے والا نہیں، بے شک اللہ لوگوں کے ساتھ رؤف و رحیم ہے)۔ یہاں اللہ نے نماز کا نام ایمان رکھا، لہذا جو اللہ سے اپنی نمازوں کی حفاظت کرتا ہوا، اپنے اعضاء کی حفاظت کرتا ہوا، اعضاء میں ہر عضو سے اللہ کا حکم اور اس کے مقرر کردہ فرض کو ادا کرتا ہوا، کامل الایمان ہو کر ملے وہ اہل جنت میں سے ہے۔ اور جو اللہ کے حکم میں سے کسی چیز کو قصداً چھوڑتا رہا ہو وہ اللہ سے ناقص الایمان ہوتا ہوا ملے گا۔ کہا کہ اب تم نے ایمان کے نقصان و اتمام کو تو جان لیا، لیکن اسکی زیادتی کہاں سے آئی؟ شافعی کہتے ہیں کہ اللہ جل ذکرہ نے فرمایا ہے: ﴿وَإِذَا مَا أَنْزَلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُمْ مَّن يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَذِهِ إِيمَانًا فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَرَزَاتُهَا إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ☆ وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَىٰ رِجْسِهِمْ وَمَاتُوا وَهُمْ كَافِرُونَ﴾ (جب کوئی سورت اترتی ہے تو ان میں بعض کہتے ہیں کہ تم میں سے کس کو اس سورت نے ایمان میں زیادہ کیا ہے؟ تو جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کو تو وہ سورت ایمان میں زیادہ کرتی ہے اور وہ خوش ہوتے ہیں۔ لیکن جن لوگوں کے دلوں میں مرض ہے تو ان کو ان کی گندگی کے ساتھ گندگی میں بڑھاتی ہے اور وہ اس حال میں مرتے ہیں کہ کافر ہوتے ہیں) اور فرمایا:

﴿إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى﴾ (یہ چند نوجوان تھے

جو اپنے رب پر ایمان لائے، اور ہم نے ان کو ہدایت میں اور زیادہ کیا)۔

شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں اگر یہ ایمان کل کا کل ایک ہی ہوتا، اس میں کمی زیادتی نہ ہوتی تو اس میں کسی کو فضیلت نہ ہوتی، سارے لوگ برابر ہوتے، اور تفضیل باطل ہوتی۔ لیکن ایمان کے پورے ہونے سے مومنین جنت میں داخل ہوئے، اور ایمان میں زیادتی کی وجہ سے اللہ کے نزدیک جنت کے اندر درجات میں مومنین متفاضل ہوئے۔ اور ایمان میں کمی کی وجہ سے کوتاہی والے جہنم میں داخل ہوئے۔

شافعی کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کے درمیان مسابقہ کرایا ہے جیسے کہ گھڑ دوڑ کے دن گھوڑوں کے درمیان مسابقہ کرایا جاتا ہے، پھر یہ لوگ اپنی سبقت کے حساب سے اپنے درجات پر ہیں، چنانچہ ہر آدمی کو اسکی سبقت کے درجہ پر رکھا ہے اور اس میں اس کا حق کم نہیں کیا ہے، نہ کسی کو مسبوق کو سابق پر مقدم کیا ہے، اور نہ کسی مفضل کو فاضل پر، اور اسی وجہ سے اس امت کے اول کو آخر پر فضیلت دی ہے۔ اور اگر ایمان کی طرف سبقت کرنے والے کو اس سے مؤخر رہ جانے والے پر فضیلت نہ ہوتی تو اس امت کا آخر اس کے اول کے ساتھ لاحق ہو جاتا۔

د- صحابہ کے بارے میں ان کا قول:

(۱) بیہقی نے شافعی رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: ”اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن، توریت اور انجیل میں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی ثنا کی ہے، اور خود رسول اللہ ﷺ کی زبان سے بھی ان کے لئے ایسی فضیلت سبقت

کر چکی ہے جو ان کے بعد کسی اور کے لئے نہیں ہے، پس اللہ ان پر رحم کرے، اور انہیں صدیقین، شہداء اور صالحین کی اعلیٰ منازل تک پہنچا کر اس بارے میں آئے ہوئے فضل سے شاد کام کرے، انہوں نے ہمیں رسول اللہ ﷺ کی سنتیں پہنچائیں اور آپ کا اس حالت میں مشاہدہ کیا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی، پس انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی مراد کو جانا کہ آپ کے ارشاد کا مقصود عام ہے یا خاص، عزیمت ہے یا ارشاد، اور ان کو آپ کی وہ سنتیں معلوم ہوئیں جو ہمیں معلوم ہوئیں اور جو نہیں بھی معلوم ہوئیں، وہ ہر علم اور اجتہاد میں، ورع و عقل میں اور ہر اس معاملے میں جس سے کسی علم کا استدراک اور استنباط کیا جائے ہم سے بڑھ کر ہیں، ان کی رائیں ہمارے لئے زیادہ لائق حمد اور ہمارے نزدیک ہماری اپنی رایوں سے زیادہ بہتر ہیں۔ واللہ اعلم،،۔

(۲) اور بیہقی نے ربیع بن سلیمان سے روایت کی ہے کہا کہ ”میں نے شافعی کو سنا وہ تفضیل صحابہ کے سلسلے میں یوں کہہ رہے تھے: ابو بکر اور عمر اور عثمان اوور علی،،۔

(۳) اور بیہقی نے محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکیم سے روایت کی ہے کہا کہ ”میں نے شافعی کو سنا کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل ابو بکر ہیں، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی رضی اللہ عنہم،،۔

(۴) اور ہروی نے یوسف بن یحییٰ بویطی سے روایت کی ہے کہا کہ ”میں نے شافعی سے پوچھا کہ کیا میں رافضی کے پیچھے نماز پڑھوں؟ انہوں نے کہا: رافضی

اور قدری (منکر تقدیر) اور مرجی کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ میں نے کہا آپ ہم سے ان کے اوصاف بتائیے، انہوں نے کہا: جو کہے کہ ایمان قول ہے وہ مرجی ہے، اور جو کہے کہ ابوبکر و عمر امام نہیں ہیں وہ رافضی ہے، اور جو کہے مشیت کو اپنی طرف قرار دے وہ قدری ہے،۔۔

ھ- دین کے اندر کلام اور جھگڑے سے ان کی ممانعت:

(۱) ہروی نے ربیع بن سلیمان سے روایت کی ہے کہا کہ ”میں نے شافعی کو سنا کہہ رہے تھے.... اگر آدمی اپنی علم کی کتابوں کی وصیت دوسرے کو کر جائے، اور اسی میں کلام کی کتابیں بھی ہوں تو وہ وصیت میں داخل نہ ہوں گی، کیونکہ وہ علم نہیں ہے،۔۔ (۲) اور ہروی نے حسن زعفرانی سے روایت کی ہے کہا کہ ”میں نے شافعی کو سنا کہہ رہے تھے کہ میں نے کلام میں کسی سے مناظرہ نہیں کیا ہے مگر صرف ایک مرتبہ، اور میں اس سے بھی اللہ کی مغفرت چاہتا ہوں،۔۔

(۳) اور ہروی نے ربیع بن سلیمان سے روایت کی ہے کہا کہ ”شافعی نے کہا کہ اگر میں چاہوں کہ ہر مخالف پر ایک بڑی کتاب تیار کر دوں تو کر سکتا ہوں، لیکن کلام میری شان سے نہیں ہے، اور میں پسند کرتا ہوں کہ اسکی کوئی چیز میری طرف منسوب ہو،۔۔

(۴) اور ابن بطہ نے ابو ثور سے روایت کی ہے کہ ”مجھ سے شافعی نے کہا: میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے کچھ بھی کلام کی چادر اوڑھی ہو پھر کامیاب رہا ہو،۔۔

کہا: اللہ آدمی کو شرک کے سوا اپنی ہر منع کردہ چیز میں مبتلا کر دے یہ اس کے لئے بہتر ہے کہ کلام میں مبتلا کرے،،۔

اصول دین کے مسائل میں یہ ہیں امام شافعی رحمہ اللہ کے اقوال، اور علم کلام کے تعلق سے یہ انکا موقف۔

پانچواں بحث

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا عقیدہ

الف: توحید کے بارے میں ان کا قول:

(۱) طبقات الحنابلہ میں ہے کہ ”امام احمد سے توکل کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: مخلوق سے مایوسی کے ساتھ استشراق کو قطع کرنا،،۔

(۲) اور حنبل کی کتاب المحنہ میں ہے کہ امام احمد نے کہا کہ ”اللہ تعالیٰ ہمیشہ متکلم رہا، اور قرآن عزوجل کا کلام ہے، مخلوق نہیں ہے، اور ہر جہت پر ہے، اور اللہ عزوجل نے خود اپنے آپ کو جس چیز کے ساتھ متصف کیا ہے اسے اس سے زیادہ کسی چیز سے متصف نہیں کیا جائیگا،،۔

(۳) اور ابن ابی یعلیٰ نے ابو بکر مروزی سے ذکر کیا ہے کہا کہ میں نے احمد بن حنبل سے ان احادیث کے بارے میں پوچھا جنہیں جہمیہ، صفات اور رؤیت اور اسراء اور عرش کے قصے کے سلسلے میں مسترد کرتے ہیں تو انہوں نے ان احادیث کو صحیح کہا، اور کہا کہ امت نے انہیں قبول کیا ہے، اور یہ خبریں جیسے آئی ہیں ویسے ہی گزاری جائیں گی،،۔

(۴) اور عبد اللہ بن احمد نے کتاب السنہ میں کہا کہ امام احمد نے کہا ”جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ اللہ کلام نہیں کرتا وہ کافر ہے، البتہ ان احادیث کو ویسے ہی روایت کرتے ہیں جیسے وہ آئی ہیں،،۔

(۵) اور لاکائی نے حنبل سے روایت کی ہے کہ انہوں نے امام احمد نے کہا:

صحیح احادیث پر ہم ایمان رکھتے اور ان کا اقرار کرتے ہیں، اور جو کچھ نبی ﷺ سے عمدہ سند سے مروی ہے ہم اس پر ایمان لاتے اور اقرار کرتے ہیں،۔

(۶) اور ابن جوزی نے مناقب میں مسدد کے نام احمد بن حنبل کا مکتوب ذکر کیا ہے، اور اس میں ہے کہ: ”اللہ کو اسی چیز کے ساتھ متصف کرو جس سے اس نے اپنے آپ کو متصف کیا ہے، اور اللہ سے اس چیز کی نفی کرو جس کی اس نے خود اپنے آپ سے نفی کی ہے.....“۔

(۷) اور امام احمد کی کتاب الرد علی الجہمیہ میں ان کا یہ قول آیا ہے کہ: ”جہم بن صفوان نے یہ سمجھا ہے کہ جو شخص اللہ کو کسی ایسی چیز سے متصف کرے جس سے اس نے خود اپنے آپ کو اپنی کتاب میں متصف کیا ہے، یا جس کو اسکے رسول نے بیان کیا ہے تو وہ کافر ہو جائے گا، مشبہہ میں ہوگا،۔“

(۸) اور ابن تیمیہ نے (اپنی کتاب) درء میں امام احمد کا یہ قول ذکر کیا ہے کہ: ”ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ عرش پر ہے جیسے اس نے چاہا اور جس طرح چاہا، بغیر کسی حد اور بغیر ایسی صفت کے جہاں کوئی بیان کرنے والا پہنچ سکتا ہے یا کوئی حد مقرر کرنے والا حد مقرر کر سکتا ہے، پس اللہ کی صفات اسی سے ہیں اور اسی کے لئے ہیں، اور وہ ویسا ہی ہے جیسا کہ اس نے اپنے آپ کو متصف کیا ہے، اس کو نگاہیں نہیں پاسکتیں۔“

(۹) اور ابن ابی یعلیٰ نے احمد سے یہ بات ذکر کی ہے کہ انہوں نے کہا: ”جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ اللہ آخرت میں نہیں دیکھا جائے گا وہ کافر ہے، قرآن کو جھٹلانے

والا ہے،،۔

(۱۰) اور ابن ابی یعلیٰ نے عبد اللہ بن احمد سے ذکر کیا ہے کہ میں نے اپنے والد سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھا جو کہتے ہیں کہ جب اللہ نے موسیٰ سے کلام کیا تو کسی آواز کے ساتھ کلام نہیں کیا، تو میرے والد نے کہا: ”اس نے آواز کے ساتھ کلام کیا، اور ان احادیث کو ہم ویسے ہی روایت کرتے ہیں جیسے وہ آئی ہیں،،۔

(۱۱) اور لاکائی نے عبدوس بن مالک العطار سے روایت کی ہے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ احمد بن حنبل کو سنا وہ کہہ رہے تھے ”..... اور قرآن اللہ کا کلام ہے، مخلوق نہیں ہے، اور تم یہ کہنے سے کمزور نہ پڑو کہ وہ مخلوق نہیں ہے، کیونکہ اللہ کا کلام اسی سے ہے، اور کوئی چیز جو اس سے ہو وہ مخلوق نہیں ہے،،۔

ب۔ تقدیر کے بارے میں ان کا قول:

(۱) ابن جوزی نے مناقب میں مسدّد کے نام احمد بن حنبل کا جو مکتوب ذکر کیا ہے، اس میں کہا کہ: ”اچھی اور بری، میٹھی اور کڑوی تقدیر پر ایمان رکھے کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے،،۔

(۳) اور خلّال نے ابو بکر مروزی سے روایت کی ہے کہا کہ ابو عبد اللہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: ”خیر اور شر بندوں پر مقدر ہے۔ ان سے کہا گیا: اللہ نے خیر و شر پیدا کیا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں، اللہ نے اس کو مقدر کیا ہے،،۔

(۴) اور امام احمد کی کتاب السنہ میں ان کا یہ قول آیا ہے کہ: ”اچھی اور

بری، تھوڑی اور زیادہ، ظاہر اور باطن، میٹھی اور کڑوی، پسندیدہ اور ناپسندیدہ، خوب اور ناخوب، اول اور آخر ساری تقدیر اللہ کی طرف سے ایک فیصلہ ہے جسے اس نے اپنے بندوں پر نافذ کیا ہے، اور ایک تقدیر ہے جو اس نے مقدر کی ہے، کوئی اللہ کی مشیت سے آگے نہیں جاسکتا، اور نہ اس کے فیصلے سے تجاوز کر سکتا ہے۔۔۔

(۴) اور خلال نے محمد بن ابی ہارون سے اور انہوں نے ابو الحارث سے روایت کی ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ کو سنا کہہ رہے تھے: ”پس اللہ عز وجل نے طاعت اور معاصی مقدر کی ہیں، اور خیر و شر مقدر کیا ہے، اور جسے نیک بخت لکھا ہے وہ نیک بخت ہے، اور جسے بد بخت لکھا ہے وہ بد بخت ہے۔۔۔“

(۵) عبد اللہ بن احمد کہتے ہیں میں نے اپنے والد کو سنا، اور ان سے علی بن جہم نے اس شخص کے بارے میں سوال کیا تھا جو انکار تقدیر کا قائل ہے کہ آیا وہ کافر ہوگا؟ تو انہوں نے کہا کہ ”جب وہ علم کا انکار کرے، جب یہ کہے کہ اللہ جانتا نہیں تھا یہاں تک کہ اس نے علم پیدا کیا تب جانا تو اس نے اللہ کے علم کا انکار کیا ہے، لہذا یہ کافر ہے۔۔۔“

(۶) عبد اللہ بن احمد کہتے ہیں: ”ایک بار میں اپنے والد سے قدری (منکر تقدیر) کے پیچھے نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا، انہوں نے کہا، اگر وہ اس بارے میں محاصمہ کرتا ہو اور اسکی طرف بلاتا ہو تو اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔“

ج- ایمان کے بارے میں ان کا قول:

(۱) ابن ابی یعلیٰ نے احمد سے یہ بات ذکر کی ہے کہ انہوں نے کہا: ”ایمان کی افضل ترین خصلتوں میں سے اللہ کی راہ میں محبت اور اللہ کی راہ میں بغض ہے“۔

(۲) اور ابن جوزی نے امام احمد سے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے کہا: ”ایمان بڑھتا اور گھٹتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے: ((أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا)) (مومنین میں سب سے کامل ایمان والا وہ شخص ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا ہو)۔

(۳) اور خلّال نے سلیمان بن اشعث سے روایت کی ہے کہا کہ ابو عبد اللہ نے کہا: ”نماز اور زکوٰۃ اور حج اور نیکی ایمان سے ہے، اور معصیتیں ایمان کو کم کر دیتی ہیں“۔

(۴) عبد اللہ بن احمد نے کہا میں نے اپنے والد سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو کہتا ہے کہ ایمان قول و عمل ہے اور بڑھتا اور گھٹتا ہے، لیکن وہ استثناء (ان شاء اللہ) نہیں کہتا کیا وہ مرجئی ہے؟ انہوں نے کہا میں امید کرتا ہوں کہ وہ مرجئی نہ ہوگا..... میں نے اپنے والد کو سنا وہ کہہ رہے تھے کہ استثناء نہ کرنے والے کے خلاف حجت، اہل قبور کے لئے رسول اللہ ﷺ کا یہ قول ہے: ”وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَا حِقْقُونَ“، (ہم تمہارے ساتھ ان شاء اللہ لاحق ہونے والے ہیں)۔

(۵) عبد اللہ بن احمد نے کہا میں نے اپنے والد رحمہ اللہ کو سنا ان سے ار جاء

کے بارے میں سوال کیا گیا تھا تو انہوں نے کہا کہ: ”ہم کہتے ہیں کہ ایمان قول و عمل ہے، زیادہ اور کم ہوتا ہے، جب آدمی زنا کرے اور شراب پئے تو اس کا ایمان کم ہو جاتا ہے،۔“

د- صحابہ کے بارے میں ان کا قول:

(۱) امام احمد کی کتاب السنہ میں حسب ذیل بات آئی ہے: ”سنت سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے تمام کے تمام اصحاب کے محاسن ذکر کئے جائیں، اور ان کی خامیوں کے ذکر سے رک جایا جائے، اور اس اختلاف کے ذکر سے بھی رک جایا جائے جو ان کے درمیان پیدا ہو گیا تھا۔ لہذا اگر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کو یا ان میں سے کسی ایک کو برا بھلا کہے تو وہ بدعتی ہے، رافضی ہے، خبیث ہے، جفا کار ہے، اللہ اس کے فرض و نفل قبول نہیں کرے گا، بلکہ ان کی محبت سنت ہے، ان کے لئے دعا قربت ہے، ان کی اقتداء وسیلہ ہے اور ان کے آثار کو اختیار کرنا فضیلت ہے،۔“ پھر کہا کہ ”پھر رسول اللہ ﷺ کے اصحاب چار کے بعد سب سے بہتر لوگ ہیں، کسی کے لئے جائز نہیں کہ ان کی خامیوں میں سے کچھ بھی ذکر کرے، اور نہ یہ درست ہے کہ ان میں سے کسی پر بھی عیب یا نقص کی طعنہ زنی کرے، اگر کوئی ایسا کرے تو سلطان پر ضروری ہے کہ اسکی تادیب کرے، اور اسے سزا دے، یہ نہیں کہ اسے معاف کر دے،۔“

(۲) اور ابن جوزی نے مسدد کے نام احمد کا جو رسالہ ذکر کیا ہے، اس میں ہے: ”اور یہ کہ تم عشرہ کے لئے یہ شہادت دو کہ وہ جنت میں ہیں: یعنی ابو بکر و عمر،

عثمان وعلی، طلحہ اور زبیر، سعد اور سعید، عبدالرحمن بن عوف اور ابو عبیدہ بن جراح۔
اور جن کے لئے نبی ﷺ نے شہادت دی ہے ان کے لئے ہم بھی جن کی شہادت
دیں گے۔۔

(۳) عبداللہ بن احمد کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے امّہ کے متعلق پوچھا
تو انہوں نے کہا: ”ابوبکر، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی۔۔“

(۴) اور عبداللہ بن احمد کہتے ہیں کہ میں اپنے والد سے ان لوگوں کے
بارے میں پوچھا جو کہتے ہیں کہ علی خلیفہ نہ تھے، انہوں نے کہا کہ: ”یہ برا، ردی
قول ہے۔۔“

(۵) اور ابن جوزی نے احمد سے یہ بات ذکر کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ”جو
علی رضی اللہ عنہ کے لئے خلافت ثابت نہ مانے وہ اپنے گھر کے گدھے سے بھی
زیادہ گمراہ ہے۔۔“

(۶) اور ابن ابی یعلیٰ نے احمد سے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے کہا: ”جو علی بن
ابی طالب رضی اللہ عنہ کو چوتھا خلیفہ نہ مانے اس سے بات نہ کرو، اور اس سے
مناکت بھی نہ کرو۔۔“

ھ- دین میں کلام اور خصوصیات سے ان کی ممانعت:

(۱) ابن بطہ نے ابوبکر مروزی سے روایت کی ہے کہا کہ میں نے ابو عبداللہ کو
سنا وہ کہہ رہے تھے: ”جو کلام کو لے گا کامیاب نہ ہوگا، اور جو کلام کو لے گا وہ جہمی
ہونے سے نہ بچے گا۔۔“

(۲) اور ابن عبد البر نے جامع بیان العلم میں احمد سے یہ بات ذکر کی ہے کہ انہوں نے کہا: ”صاحب کلام کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا، اور قریب نہیں کہ تم کوئی ایسا آدمی دیکھو جو کلام میں نظر کرتا ہو مگر اس کے دل میں فساد ہوگا،۔“

(۳) اور ہروی نے عبد اللہ بن احمد سے روایت کی ہے کہا کہ ”میرے والد نے عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان کو لکھا کہ میں صاحب کلام نہیں ہوں، اور ان میں سے کسی بھی چیز میں میں کلام کو درست نہیں سمجھتا، مگر جو اللہ کی کتاب میں ہو، یا رسول اللہ ﷺ کی حدیث میں ہو، اور جو اس کے علاوہ ہو تو اس میں کلام محمود نہیں ہے،۔“

(۴) ابن جوزی نے موسیٰ بن عبد اللہ طرسوسی سے روایت کی ہے کہا کہ میں نے احمد بن حنبل کو سنا کہہ رہے تھے کہ: ”اہل کلام کے ساتھ مجالست نہ کرو، اگرچہ وہ سنت کی مدافعت کریں،۔“

(۵) اور ابن بٹہ نے ابو الحارث صائغ سے روایت کی ہے کہا کہ (احمد نے کہا:) ”جو کلام کو پسند کرے وہ اس کے دل سے نہ نکلے گا، اور تم صاحب کلام کو نہیں دیکھو گے کہ وہ کامیاب ہوتا ہو،۔“

(۶) اور ابن بٹہ نے عبید اللہ بن حنبل سے روایت کی ہے کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ میں نے ابو عبد اللہ کو سنا وہ کہہ رہے تھے کہ: ”تم لوگ سنت اور حدیث کو لازم پکڑو، اللہ تم کو اس سے نفع دے گا، اور تم لوگ خوض اور جدال اور جھگڑے سے دور رہو، کیونکہ جو شخص کلام کو پسند کرے وہ کامیاب نہیں ہو سکتا، اور جو بھی کلام ایجاد کرے اس کا آخری معاملہ بدعت کی طرف ہوگا، کیونکہ

کلام، خیر کی دعوت نہیں دیتا، اور میں کلام اور خوض وجدال کو پسند نہیں کرتا، اور تم لوگ سنت اور آثار اور فقہ کو پکڑو، جس سے کہ تم نفع اٹھا سکو، اور جدال اور کجرویوں کے کلام اور جھگڑے چھوڑ دو، ہم نے لوگوں کو پایا ہے کہ وہ اسے نہ جانتے تھے، اور اہل کلام سے کنارہ کش رہتے تھے، اور کلام کا انجام خیر کی طرف نہیں پلٹتا، اللہ ہمیں تمہیں فتنوں سے بچائے، اور ہمیں اور تمہیں ہر ہلاکت سے سالم رکھے،،۔

(۷) اور ابن بطہ نے الابانہ میں احمد سے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ: ”جب تم آدمی کو دیکھو کہ وہ کلام کو پسند کرتا ہے تو اس سے بچو،،۔

تو یہ ہیں اصول دین کے مسائل میں امام احمد رحمہ اللہ کے اقوال، اور یہ ہے علم کلام کے بارے میں ان کا موقف۔

خاتمہ

گذشتہ بحث سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ائمہ اربعہ کے اقوال ایک دوسرے کے مطابق اور متفق ہیں، کیونکہ ان کا عقیدہ ایک ہے، سوائے مسئلہ ایمان کے کہ اس میں امام ابو حنیفہ منفرد ہیں، تاہم یہ بھی کہا گیا ہے کہ انہوں نے اس سے رجوع کر لیا تھا۔

پس یہی عقیدہ ہے جو اس لائق ہے کہ مسلمانوں کو ایک برابر کلمہ پر اکٹھا کر دے اور انہیں دین میں تفرقہ سے بچالے، کیونکہ یہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت سے حاصل کیا گیا ہے، لیکن تھوڑے ہی لوگ ہیں جو ان ائمہ کے عقیدے کو سمجھتے ہیں اور اسے اس طرح پہنچاتے ہیں جیسا کہ پہنچانے کا حق ہے، اور اس کا ویسا فہم رکھتے ہیں جیسا کہ فہم رکھنے کا حق ہے، کیونکہ یہ بات لوگوں میں مشہور ہے کہ یہ ائمہ تفویض کے قائل تھے، نص کو پڑھ لینے کے سوا کچھ نہیں جانتے تھے، گویا اللہ نے وحی کو محض عبث اتار دیا تھا، حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرُوا أُولُو

الْأَلْبَابِ﴾ (یہ کتاب ہے جسے ہم نے آپ کی طرف اتارا ہے، بابرکت ہے، تاکہ لوگ اسکی آیتوں میں تدبر کریں، اور تاکہ عقل والے نصیحت پکڑیں)۔

اور فرماتا ہے: ﴿وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ☆ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ

الْأَمِينُ ☆ عَلَى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنْذِرِينَ ☆ بِلِسَانٍ عَذِيبٍ

مُبِينٍ﴾ (یہ رب العالمین کی نازل کردہ ہے۔ اسے روح امین نے آپ کے دل

پراتا رہا ہے۔ تاکہ آپ ڈرانے والوں میں سے ہوں۔ واضح عربی زبان میں ہے۔)

اور فرماتا ہے: ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ﴾ (ہم نے اسے عربی قرآن نازل کیا ہے تاکہ تم لوگ سمجھو)۔

پس اللہ تعالیٰ نے کتاب کو اسکی آیات میں تدبر کرنے اور اس سے نصیحت پکڑنے کے لئے اتارا ایسے اور بتلایا ہے کہ وہ واضح عربی زبان میں ہے تاکہ لوگ اس کے معنی کو جانیں اور سمجھیں۔ اور جب اللہ نے اسکو اسکی آیات میں تدبر کرنے کے لئے واضح عربی زبان میں نازل کیا ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ جنکی طرف یہ کتاب نازل کی گئی ہے ان کے لئے اس زبان کے مقتضی کے مطابق اس کے معنی کو جاننا آسان ہو۔ پھر اگر اس کے معنی کا جاننا ممکن نہ ہوتا تو اس کو نازل کرنا عبث ہوتا، اس لئے کہ ان کلمات کا کوئی فائدہ نہیں جو کسی قوم پر نازل ہوں اور اس کے نزدیک ان حروف مہملہ کے درجے میں ہوں جنکا کوئی معنی نہیں۔

لہذا یہ قول صحابہ اور تابعین اور ان کی بعد کے ائمہ کے عقیدے پر ظلم ہے اور ان پر ایسی تہمت ہے جس سے وہ بری ہیں، وہ وحی کی نصوص کے معانی کو جانتے اور سمجھتے تھے، کیونکہ وہ عہد نبوت سے قریب تھے، بلکہ وہ سب سے زیادہ اس کے سمجھنے کے اہل تھے، وہ اللہ تعالیٰ کی ایسی عبادت کرتے تھے جیسی کہ انہوں نے کتاب و سنت کی دلالت سے سمجھی تھی، اور اللہ کی طرف سے جس کے حق اور شریعت ہونے کا عقیدہ رکھا تھا۔ پس انہوں نے اپنے معبود تک پہنچانے والے

راستے کو سمجھا تو وہ اپنے معبود کو صفات کمال کے ذریعہ کیوں نہ پہنچائیں گے، اور ان نصوص کے معانی کو کیوں نہ سمجھیں گے جن کے ذریعہ اللہ نے اپنے آپ کو اپنے بندوں سے پہچنوا یا ہے۔

حاصل یہ ہے کہ ان ائمہ اربعہ کا عقیدہ ہی صحیح عقیدہ ہے جو کتاب و سنت کے اندر ایک صاف ستھرے چشمہ سے آیا ہے، جسمیں تاویل و تعطیل یا تشبیہ و تمثیل کا کوئی شائبہ نہیں۔ تعطیل کرنے والے اور تشبیہ دینے والے نے صفات الہیہ سے صرف اتنا ہی سمجھا ہے جتنا مخلوق کے لائق ہے، اور یہ اس بات کے خلاف ہے جس پر اللہ نے بندوں کو پیدا کیا ہے کہ اسکے مثل کوئی چیز نہیں، نہ اسکی ذات میں، نہ اسکی صفات میں اور نہ اسکے افعال میں۔

اور اللہ ہی سے میرا سوال ہے کہ وہ اس رسالہ سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے اور انہیں ایک عقیدے اور ایک راستے پر یعنی کتاب و سنت کے عقیدے پر، اور نبی ﷺ کے طریقے اور سنت پر جمع کر دے۔ اور اللہ قصد کے پیچھے ہے، اور وہی ہمارے لئے کافی ہے، اور بہترین کار ساز ہے۔

وَأُخِرْدَعَوَانَا ان الحمد لله رب العالمين

وصلی اللہ علی نبینا محمد -

فہرست مصادر و مراجع

(۱) آداب الشافعی و مناقبہ: ابن ابی حاتم، تحقیق: عبدالغنی عبدالخالق، طبع دارالکتب العلمیہ، بیروت۔

(۲) الابانہ عن اصول الدیانہ: ابوالحسن اشعری، د/فوقیہ حسین، طبع اول ۱۳۹۷ھ، دارالانصار، قاہرہ۔

(۳) البنایہ فی شرح الہدایہ: ابو محمد محمود عینی، طبع دارالفکر الادبی ۱۴۰۱ھ بیروت۔

(۴) اجتماع الجیوش الاسلامیہ: ابن القیم، طبع دارالکتب العلمیہ، ایک اور طبع الفرزدق، الریاض۔

(۵) الاسماء والصفات: البیہقی، طبع داراحیاء التراث العربی۔

(۶) الاعتقاد والہدایہ الی سبیل الرشاد: البیہقی، تحقیق: احمد عاصم الکاتب، طبع دارالآفاق الجدیدہ، بیروت ۱۴۰۱ھ۔

(۷) اتحاف السادة المسلمين: زبیدی، طبع دارالفکر، بیروت۔

(۸) الانتقاء فی فضائل الثلاثة الفقہاء، ابن عبدالبر، طبع دارالکتب العلمیہ،

بیروت۔

(۹) الایمان: شیخ الاسلام، طبع دارالطباعة المحمدیہ، تحقیق: محمد الہراس۔

(۱۰) التہدید لما فی المؤطا من المعانی والاسانید: حافظ ابن عبدالبر، تحقیق

مصطفیٰ علوی ودیگراں، وزارة الاوقاف الاسلامیہ۔ المملكة المغربیہ۔

(۱۱) التوسل والوسيلة: شیخ الاسلام ابن تیمیہ، تحقیق: ربیع بن ہادی، طبع مکتبہ
لبنہ مصر، ایک اور طبع: دارالکتب العربی، تحقیق: عماد الدین حیدر، ۱۴۰۵ھ (طبع
اول)۔

(۱۲) السنہ: عبداللہ بن احمد، تحقیق: د/ سعید قحطانی، طبع دار ابن القیم، دمام
۱۴۰۶ھ، ایک اور طبع، تحقیق: ابو ہاجر محمد سعید سیونی زغلول، طبع دارالکتب العلمیہ
بیروت ۱۴۰۵ھ۔

(۱۳) السنہ: ابن ابی عاصم، طبع المکتب الاسلامی، بیروت، طبع اول۔
(۱۴) السنن الکبری: امام ابوبکر احمد بن الحسین بیہقی، طبع دار الفکر، بیروت۔
(۱۵) الموسوعة العربیة المیسرة: طبع دار نهضة لبنان للطباعة والنشر،
بیروت۔

(۱۶) الرسالة: امام محمد بن ادریس شافعی، تحقیق: احمد محمد شاكر، طبع الحلبي۔
(۱۷) الدر المختار مع حاشیة رد المختار: محمد امین، مشہور بابن عابدین، طبع البابی
الحلبي

(۱۸) الدرر النجمیہ والزنادقة: امام احمد بن حنبل: تحقیق: د/ عبدالرحمن عمیرہ،
طبع دوم ۱۴۰۲ھ۔

(۱۹) تاریخ بغداد: خطیب بغدادی، طبع دارالکتب العربی، بیروت،
لبنان، ایک اور طبع، دارالکتب العلمیہ، دار اللواء، الریاض۔

(۲۰) تقریب التہذیب: ابن حجر، طبع دار المعرفہ، بیروت، لبنان

۱۳۹۵ھ -

- (۲۱) تہذیب الاسماء واللغات: نووی، طبع دارالکتب العلمیہ، بیروت۔
- (۲۲) تاریخ الحاد فی الاسلام: عبدالرحمن بدوی، مکتبہ النہضہ، قاہرہ۔
- (۲۳) ترتیب المدارک وتقرب المسالك: قاضی عیاض، طبع وزارة الاوقاف، المغرب، ایک دوسری طبع، مکتبہ الحیاء، بیروت۔
- (۲۴) تذکرۃ الحفاظ: ذہبی، طبع دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان۔
- (۲۵) تہذیب التہذیب: حافظ ابن حجر عسقلانی، طبع دائرة المعارف النظامیہ، حیدرآباد، ہندوستان۔
- (۲۶) جامع بیان العلم وفضله: حافظ ابن عبدالبر، طبع دارالکتب الاسلامیہ، طبع دوم، ایک اور طبع المکتبہ العلمیہ، مدینہ منورہ۔
- (۲۷) حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء: حافظ ابو نعیم احمد بن عبداللہ اصہبانی، طبع دارالکتب العربی، بیروت، لبنان ۱۳۸۷ھ۔
- (۲۸) درء تعارض العقل والنقل: تحقیق محمد رشاد سالم، طبع جامعۃ الامام بن سعود الاسلامیہ، طبع اول ۱۴۰۲ھ۔
- (۲۹) ذم الکلام: ہروی، مخطوط۔
- (۳۰) سنن ابی داود: امام حافظ ابو داود سلیمان بن اشعث سجستانی، طبع دار الحدیث، سوریا۔
- (۳۱) سنن النسائی: امام احمد بن علی بن شعیب النسائی، طبع دار

البشار، بیروت ۱۴۰۶ھ -

(۳۲) سنن الترمذی: امام محمد بن عیسیٰ ترمذی، مطبع مصطفیٰ البابی الحلبي

اولاده مصر، طبع دوم ۱۳۹۸ھ -

(۳۳) سیر اعلام النبلاء: ذہبی، تحقیق: شعیب ارناؤط مع دیگران، طبع

مؤسسة الرسالة ۱۴۰۲ھ -

(۳۴) شذرات الذهب فی اخبار من ذہب: عبدالحی بن عمار حنبلی، طبع دار

السیره، بیروت -

(۳۵) شرح الفقه الاکبر: قاری، طبع دار الکتب العلمیہ -

(۳۶) شرح الوصیہ: ملا حسن بن الاسکندر، طبع دائرة المعارف العثمانیہ،

ہندوستان -

(۳۷) شرح السنہ: امام ابو محمد حسین بن مسعود فراء بغوی، تحقیق و تخریج

احادیث: شعیب ارناؤط، المکتب الاسلامی، طبع اول ۱۳۹۰ھ -

(۳۸) شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ: ابو القاسم ہبۃ اللہ بن حسین

طبری لاکائی، تحقیق: د/ احمد سعد حمدان، دار طیبہ لنشر والتوزیع، الرياض -

(۳۹) شرف اصحاب الحدیث ابو بکر احمد بن ثابت الخطیب البغدادی، تحقیق:

محمد سعید الخطیب اوغلی، طبع دار احیاء السنۃ النبویۃ -

(۴۰) شرح العقیدۃ الطحاوی: علی بن ابی العز، حنفی، طبع دار البیان، ایک

دوسری طبع مع تحقیق البانی، المکتب الاسلامی، بیروت -

(۴۱) الشریعہ: امام ابو بکر محمد بن حسین آجری، تحقیق: محمد حامد نفی، طبع دار
الکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول ۱۴۰۳ھ۔

(۴۲) صحیح البخاری: ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری مع فتح الباری، جسکی
کتب، ابواب اور احادیث کی ترقیم محمد فواد عبد الباقی نے کی ہے، اور اس کے
اخراج و تصحیح کا کام اور طباعت کی نگرانی محب الدین الخطیب، المکتبہ السلفیہ، نے کی
ہے۔

(۴۳) صحیح مسلم: امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری نيسا پوری، نشر و تقسیم
رأیۃ ادارات الحجۃ العلمیہ والافتاء، ریاض، ۱۴۰۰ھ۔

(۴۴) صفۃ العلو: ابن قدامہ، طبع مکتبہ العلوم والحکم، مدینہ منورہ، ایک اور
طبع، تحقیق بدر البدر، الکویت۔

(۴۵) طبقات الحنابلہ: قاضی ابو الحسین محمد بن ابی لیلی، طبع دار المعرفہ،

بیروت۔

(۴۶) طبقات الفقہاء: ابو اسحاق شیرازی شافعی، طبع دار الرائد العربی،

بیروت، طبع دوم ۱۴۰۱ھ۔

(۴۷) عقیدۃ السلف اصحاب الحدیث: ابو عثمان اسماعیل صابونی، مطبوعہ

ضمن مجموعۃ الرسائل المنیریہ، ایک دوسری طبع، تحقیق: بدر البدر، الدار السلفیہ
، کویت

(۴۸) العلو: ذہبی، طبع المکتبہ السلفیہ، مدینہ ۱۳۸۸ھ۔

(۴۹) الفقه الاکبر مع شرح قاری، طبع دائرۃ الکتب العلمیہ -

(۵۰) الفقه الابطح: تحقیق: محمد زاہد کوثری، طبع مطبعة الانوار، قاہرہ -

(۵۱) قطف الثمر فی بیان عقیدۃ اہل الاثر: محمد صدیق خان، تحقیق: د/عاصم

بن عبد اللہ قریوٹی، طبع شرکتہ الشرق الاسط، عمان، اردن -

(۵۲) فلائد عقود العقیان: ابو القاسم عبد العلیم بن عثمان الیمنی، مخطوطہ مکتبہ

مرکزہ، جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ -

(۵۳) لسان العرب: ابن منظور، طبع دار صادر بیروت -

(۵۴) لسان المیزان: حافظ ابن حجر عسقلانی، مؤسسۃ العلمی للمطبوعات،

بیروت، لبنان، طبع دوم ۱۳۹۰ھ -

(۵۵) مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ: جمع و ترتیب عبد الرحمن بن قاسم، طبع مؤسسۃ

الرسالہ -

(۵۶) مسائل الامام احمد: ابو داود و حسنی، طبع دار المعرفۃ للطباعة والنشر،

بیروت -

(۵۷) المستدرک علی الصحیحین: حاکم، طبع مکتبہ ابن العربی، لبنان -

(۵۸) مسند امام احمد بن حنبل، طبع المکتب الاسلامی للطباعة والنشر -

(۵۹) مناقب ابی حنیفہ: امام احمد علی، طبع دار الکتب العربی -

(۶۰) مناقب الشافعی: بیہقی، تحقیق: سید احمد صقر، طبع اول ۱۳۹۱ھ، دار

التراث مصر -

(۶۱) منهاج السنة النبویہ: شیخ الاسلام ابن تیمیہ، تحقیق: د/ محمد رشاد سالم
۱۴۰۶ھ، طبع جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ، دوسری طبع مکتبۃ الریاض
الحدیثہ۔

(۶۲) النور اللامع والبرہان الساطع: ناصری، مخطوط مکتبہ سلیمانیہ، ترکی،
نمبر ۲۹۷۳۔

فہرست موضوعات

موضوع

صفحہ

مقدمہ

پہلا بحث: یہ بیان کہ اصول دین میں ائمہ اربعہ کا عقیدہ ایک ہے
دوسرا بحث: امام ابوحنیفہ کا عقیدہ:

الف۔ توحید کے بارے میں ان کا قول

ب۔ تقدیر کے بارے میں ان کا قول

ج۔ ایمان کے بارے میں ان کا قول

د۔ صحابہ کے بارے میں ان کا قول

ھ۔ دین میں کلام و خصومات سے ان کی ممانعت

تیسرا بحث: امام مالک بن انس کا عقیدہ:

الف۔ توحید کے بارے میں ان کا قول

ب۔ تقدیر کے بارے میں ان کا قول

ج۔ ایمان کے بارے میں ان کا قول

د۔ صحابہ کے بارے میں ان کا قول

ھ۔ دین میں کلام و خصومات سے ان کی ممانعت

چوتھا بحث: امام شافعی کا عقیدہ:

الف۔ توحید کے بارے میں ان کا قول

ب۔ تقدیر کے بارے میں ان کا قول

ج۔ ایمان کے بارے میں ان کا قول

د۔ صحابہ کے بارے میں ان کا قول

ھ۔ دین میں کلام و خصومات سے ان کی ممانعت

پانچواں بحث: امام احمد بن حنبل کا عقیدہ:

الف۔ توحید کے بارے میں ان کا قول

ب۔ تقدیر کے بارے میں ان کا قول

ج۔ ایمان کے بارے میں ان کا قول

د۔ صحابہ کے بارے میں ان کا قول

ھ۔ دین میں کلام و خصومات سے ان کی ممانعت

خاتمہ

فہرست مصادر و مراجع

فہرست موضوعات

نوٹ: طبع کرنے سے پہلے صفحہ نمبر اضافہ و درست کرنا ضروری ہے